WWW.PAKSOCIETY.COM

بنانے کے لیے اس طرح کے لیکچرز ضروری ہیں۔ خاص طور پر اس صورت میں جب وہ ماضی میں کسی عورت کے ساتھ وابستہ رہ چکا ہو' امامہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب وہ سعیدہ اماں کو اپنے اور سالار کے تعلق کے بارے میں کیسے بتائے' اسے خدشہ تھا کہ اس انکشاف کے بعد سعیدہ اماں خود اسی سے ہی ناراض نہ ہو جائیں۔ اسے فی الحال اس صورت حال سے نکلنے کا کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"اسلام آباد جانا ضروری ہے؟"

وہ جمعہ کی رات ایک بار پھر سوچ میں پڑ گئی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ وہاں جانا نہیں چاہتی تھی' وہ جانا چاہتی تھی لیکن ساتھ ہی وہ ایک عجیب سے خوف کا شکار بھی تھی۔

"بہت زیادہ ضروری ہے۔" سالار بیڈ پر بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر ای میل چیک کرنے میں مصروف تھا۔

"تمہیں کیا کام ہے وہاں۔۔۔؟" امامہ نے ہاتھ میں پکڑا ناول بند کرتے ہوئے کہا۔ وہ کہنی کے بل ٹیک لگائے اس کی طرف کروٹ لیتے ہوئے' اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے گاؤں جانا ہے۔" وہ اسکرین پر نظریں جمائے اپنا کام کرتے ہوئے بولا۔

"کون سے گاؤں۔۔۔؟" وہ چونکی۔

"اسلام آباد سے دو گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے۔" اس نے نام بتاتے ہوئے کہا۔ "میں وہاں ایک اسکول اور چند دوسرے پروجیکٹس چلا رہا ہوں۔ اسکول کی بلڈنگ میں کچھ ایکس ٹینشن ہو رہی ہے' اسی کو دیکھنے جانا ہے مجھے۔ جانا تو لاسٹ ویک تھا لیکن جا نہیں سکا۔"

وہ الجھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کی طویل خاموشی اور خود پر جمی نظروں کو محسوس کرتے ہوئے سالار نے اسے دیکھا۔ امامہ سے نظریں ملنے پر اس نے کہا۔

"تم ساتھ چلنا اور دیکھ لینا۔" وہ دوبارہ اسکرین کو دیکھنے لگا۔

"تم اکیلے چلے جاؤ۔" امامہ نے کہا۔

"میں تو تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا۔" اس نے اصرار کیا۔

"ویسے بھی پاپا نے کہا ہے آنے کے لیے۔۔۔ ہاں' اگر تم گاؤں نہیں جانا چاہتیں تو مت جاؤ لیکن اسلام آباد تو چلنا ہے تمہیں۔" سالار نے جیسے قطعی انداز میں کہا۔

امامہ نے دوبارہ تکیے پر سر رکھتے ہوئے کچھ خفگی کے عالم میں ناول کھول لیا۔

"کیا اسٹوری ہے اس ناول کی؟"

سالار کو اس کے بگڑتے موڈ کا اندازہ ہو رہا تھا۔ امامہ نے جواب نہیں دیا۔

"ہیرو' ہیروئن کے کپڑوں کی زیادہ تعریف کرتا ہے اس میں یا خوب صورتی کی؟" وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا۔

امامہ نے اسے نظر انداز کیا۔ یہ اتفاق تھا کہ جو صفحہ وہ پڑھ رہی تھی اس میں ہیرو' ہیروئن کی خوب صورتی ہی کی تعریف کر رہا تھا۔ امامہ کو ہنسی آگئی تھی۔ ناول سے اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے اس نے دوسری طرف کروٹ لے لی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کے تاثرات دیکھے۔ سالار نے اسے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا' وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔

☼ ☼ ☼

"خواتین و حضرات توجہ فرمائیے' ہم اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر لینڈ کر چکے ہیں۔ اس وقت یہاں شام کے



سات بج رہے ہیں اور یہاں کا درجہ حرارت۔"

جہاز کے کیبن عملہ میں سے کوئی انگلش کے بعد اب اردو میں رسمی الوداعی کلمات دہرا رہا تھا۔ جہاز ٹیکسی کرتے ہوئے ٹرمینل کے سامنے جا رہا تھا۔ بزنس کلاس کی ایک سیٹ پر بیٹھے سالار نے اپنا سیل فون آن کرتے ہوئے اپنی سیفٹی بیلٹ کھولی۔ امامہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے گم صم تھی۔

"کہاں گم ہو؟" اس نے امامہ کا کندھا تھپکا۔

اس نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اپنی سیفٹی بیلٹ کھولنے لگی۔ سالار اب لیگیج کمپارٹمنٹ سے اپنے بیگز نکال رہا تھا۔ ایک فلائٹ اسٹیورڈ نے اس کی مدد کی۔ دونوں کے درمیان چند خوشگوار جملوں کا تبادلہ ہوا۔ وہ اس فلائٹ پر آنے والے ریگولر پیسنجرز میں سے ایک تھا اور فلائٹ کا عملہ اسے پہچانتا تھا۔

جہاز کی سیڑھیوں کی طرف جانے سے پہلے سالار نے مڑ کر اس سے کہا۔

"تمہیں کوئی کوٹ وغیرہ لے کر آنا چاہیے تھا' سویٹر میں سردی لگے گی تمہیں۔"

"یہ تمہارا ہی نہیں' میرا بھی شہر ہے۔ میں پیدا ہوئی ہوں یہاں' بیس سال گزارے ہیں میں نے یہاں۔ مجھے پتا ہے' کتنی سردی ہوتی ہے' یہ سویٹر کافی ہے۔" امامہ نے بڑے جتانے والے انداز میں اس سے کہا۔ وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

جہاز کی سیڑھیوں سے باہر آتے ہی سرد ہوا کے پہلے جھونکے نے ہی اسے احساس دلا دیا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اسے اپنے دانت بجتے ہوئے محسوس ہوئے۔ سالار نے کچھ کہے بغیر اپنے بازو پر پڑی جیکٹ اس کی طرف بڑھائی۔ اس نے بڑی فرماں برداری سے کچھ نادم ہو کر جیکٹ پہن لی۔ اسلام آباد بدل گیا تھا۔ اس نے تجمل ہو کر سوچا۔ ارائیول لاؤنج کی ایگزٹ کی طرف بڑھتے ہوئے سالار چند لمحوں کے لیے ٹھٹکا۔

"ایک بات میں تمہیں بتانا بھول گیا امامہ۔۔۔" اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"کیا بات ہے؟" وہ مسکرائی۔

"پاپا کو یہ پتا نہیں ہے کہ ہم آج اسلام آباد آرہے ہیں۔" امامہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

سالار نے اسے رکتے دیکھا تو وہ بھی رک گیا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ سالار نے اپنے کندھے پر اس کے بیگ کی بیلٹ ٹھیک کی۔ شاید ٹائمنگ غلط ہو گئی' ٹیکسی میں بتانا زیادہ بہتر تھا اور اب اگر اس نے یہاں سے جانے سے انکار کر دیا تو۔۔۔ وہ دل ہی دل میں فکر مند ہوا۔

وہ پلکیں جھپکے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی اسی طرح دیکھتا رہا۔ یہ ڈھٹائی تھی لیکن اب وہ اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے بالآخر امامہ کی آنکھوں کی بے یقینی کو غصے میں بدلتے دیکھا' پھر اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔ وہ مسلسل دو ہفتوں سے اسے سکندر عثمان کے اسلام آباد بلانے کا کہہ رہا تھا۔ یہ سکندر عثمان کا بلاوا نہ ہوتا تو وہ صرف سالار کے کہنے پر تو کبھی وہاں نہ جاتی اور اب وہ کہہ رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ سکندر عثمان کے نہ بلانے کے باوجود وہاں جانے کا کیا مطلب تھا' اس کا اندازہ وہ کر سکتی تھی اور اس وقت وہ بری طرح پریشان ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لیے تو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ لاؤنج سے باہر نکلنے سے ہی انکار کر دے۔ اسے سالار پر شدید غصہ آرہا تھا۔

"سوری!" سالار نے اطمینان سے کہا۔

وہ چند لمحے مزید اسے دیکھتی رہی پھر اس نے اردگرد دیکھا' پھر سالار نے اسے جیکٹ اتارتے ہوئے دیکھا۔ وہ وہاں کھڑی بے بسی کے عالم میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ سالار کو اندازہ تھا کہ وہ یہی کر سکتی ہے۔ اس نے جیکٹ اتار کر تقریباً" پھینکنے والے انداز میں سالار کو دی۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تھینک یو۔" سالار نے جیکٹ سنبھالتے ہوئے کہا۔

اس نے شکر ادا کیا کہ جیکٹ اس نے اس کے منہ پر نہیں دے ماری۔ وہ اب بے حد غصے میں ایگزٹ ڈور کی طرف جا رہی تھی۔ سالار کو حیرت ہوئی اس نے اس سے اپنا بیگ کیوں نہیں لیا تھا۔ اصولی طور پر یہ اس کا دوسرا ردعمل ہونا چاہیے تھا۔

"میرا بیگ دو۔" ایگزٹ ڈور سے نکلنے سے پہلے ہی امامہ نے پلٹ کر تقریباً" غراتے ہوئے" اس سے کہا تھا۔ سالار نے آرام سے بیگ اسے پکڑا دیا۔

ٹیکسی میں بیٹھنے تک دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ پورا راستہ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی' سالار نے بھی اسے مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس وقت غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اسے مخاطب نہ کرنا مناسب تھا۔ وہ اب گھر پر سکندر عثمان اور طیبہ کے ردعمل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اگلی بجلی ان پر گرنے والی تھی۔

گاڑی ان کے گھر کی بائی روڈ کا موڑ مڑ رہی تھی۔ امامہ کو اپنا پورا جسم سرد ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ یہ سردی نہیں تھی' یہ خوف بھی نہیں تھا' یہ کچھ اور تھا۔ وہ نو سال کے بعد اپنے گھر کو' اس سڑک کو اور اس موڑ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے تھے' آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ سالار سے ساری ناراضی' سارا غصہ جیسے دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا۔ خوشی تھی' کیا تھا جو وہ گاڑی کو اپنے گھر کی طرف بڑھتے دیکھ کر محسوس کر رہی تھی۔

اس کے گھر کا گیٹ سالار کے گھر کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھا اور وہ صرف یہ اندازہ کر پائی تھی کہ گیٹ بند تھا' گھر کی بیرونی لائٹس آن تھیں۔

گاڑی کے ہارن پر گارڈ نے باہر دیکھا پھر اس نے گارڈ روم سے باہر نکل کر گیٹ کھول دیا۔ سالار تب تک اس کے ساتھ گاڑی سے نکل کر ڈگی سے بیگز نکال رہا تھا۔ امامہ نے اس بار اپنا بیگ خود تھامنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔

گارڈ نے سامان لینے کی کوشش نہیں کی۔ سالار اپنا سامان خود اٹھانے کا عادی تھا لیکن اس نے سالار کے ساتھ آنے والی اس لڑکی کو بڑی حیرت اور دلچسپی سے دیکھا تھا' جو گیٹ سے گھر کے اندر آنے تک ان ہمسایوں کے گھر کو دیوانہ وار دیکھتی آ رہی تھی جن کے ساتھ سکندر عثمان کا میل ملاپ بند تھا۔

دھند کے باوجود امامہ نے گھر کی بالائی منزل کے کچھ بیڈ رومز کی کھڑکیوں سے آتی روشنی کو دیکھ لیا تھا۔ اس کے اپنے بیڈ روم میں بھی روشنی تھی۔ اب وہاں کوئی اور رہتا ہوگا... وسیم... یا سعد... یا اس کا کوئی بھتیجا یا بھتیجی... اس نے آنکھوں میں امڈتے سیلاب کو صاف کرتے ہوئے ان کھڑکیوں میں جیسے کسی سائے' کسی ہیولے کو ڈھونڈنے کی سعی کی۔

"اندر چلیں...؟" اس نے اپنے بازو پر اس کے ہاتھ کی نرم گرفت محسوس کی۔ امامہ نے آنکھیں رگڑتے ہوئے سر ہلایا اور قدم آگے بڑھا دیے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ رو رہی ہے لیکن اس نے اسے رونے سے روکا نہیں تھا' اس نے بس اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

سکندر عثمان اس وقت لاؤنج میں فون پر کسی دوست کے ساتھ خوش گپیاں کرتے ہوئے طیبہ کا انتظار کر رہے تھے جو اپنے بیڈ روم میں کوئی چیز لینے کے لیے گئی تھیں۔ اگر سکندر کو آفس سے آنے میں دیر نہ ہو گئی ہوتی تو' وہ دونوں اس وقت کسی افطار ڈنر میں جا چکے ہوتے۔

لاؤنج میں سالار اور امامہ کا سامنا سب سے پہلے انہیں سے ہوا تھا۔ کسی بھوت کو دیکھ کر سکندر عثمان کا وہ حال نہ ہوتا' جو اس وقت ان دونوں کو دیکھ کر ان کا ہوا تھا۔ وہ فون پر بات کرنا بھول گئے تھے۔

"جبار! میں بعد میں فون کرتا ہوں تمہیں۔" انہوں نے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے دوست سے کہا اور سیل بند



کر دیا۔ غصہ بے حد معمولی لفظ تھا جو انہوں نے اس وقت سالار کے لیے محسوس کیا۔ وہ لاہور میں اس الو کے پٹھے کو نہ صرف اسلام آباد امامہ کے ساتھ نہ آنے کی تاکید کر کے آئے تھے' بلکہ پچھلے کئی دن سے مسلسل فون پر ہر بار بات کرتے کے دوران یہ بات دہرانا نہیں بھولے اور وہ ہر بار فرماں برداری سے "اوکے" کہتا رہا۔ نہ یہ فرماں برداری ان سے ہضم ہوئی تھی' نہ اتنا سیدھا اوکے۔ ان کی چھٹی حس اس کے بارے میں سگنل دے رہی تھی۔ وہ پچھلے کئی سالوں میں بہت بدل گیا تھا' بے حد فرماں بردار ہو گیا تھا۔ ان کے سامنے سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا' بہت کم ان کی کسی بات سے اختلاف کرتا یا اعتراض کرتا لیکن وہ "سالار سکندر" تھا' ان کی وہ "چوتھی اولاد" جس کے بارے میں وہ سوتے میں بھی محتاط رہتے تھے۔

صرف سالار ہی نے نہیں' بلکہ امامہ نے بھی سکندر عثمان کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کو دور ہی سے بھانپ لیا تھا۔

"ڈونٹ وری... پاپا مجھے کچھ ذلیل کریں گے لیکن تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔" دور سے اپنی طرف آتے' سکندر کی طرف جاتے ہوئے' وہ خود سے چند قدم پیچھے چلتی امامہ کی طرف دیکھے بغیر بے حد مدھم آواز میں بڑبڑایا تھا۔

امامہ نے سر اٹھا کر اپنے "شوہر" کا "اطمینان" دیکھا' پھر تقریباً" دس میٹر کے فاصلے پر آتے اپنے "سسر" کا "انداز"۔ فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے اس وقت کیا کرنا چاہیے۔ وہ یہ سوچ کر زیادہ خوف زدہ ہوئی تھی کہ سکندر عثمان' سالار کی انسلٹ کرنے والے تھے۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

www.bookspk.net

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے 4 خوبصورت ناول

میرے خواب لوٹا دو

نگہت عبداللہ
قیمت -/400 روپے

کسی راستے کی تلاش میں

میمونہ خورشید علی
قیمت -/350 روپے

شریک سفر

زہرہ ممتاز
قیمت -/550 روپے

ساری بھول ہماری تھی

راحت جبیں
قیمت -/300 روپے

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

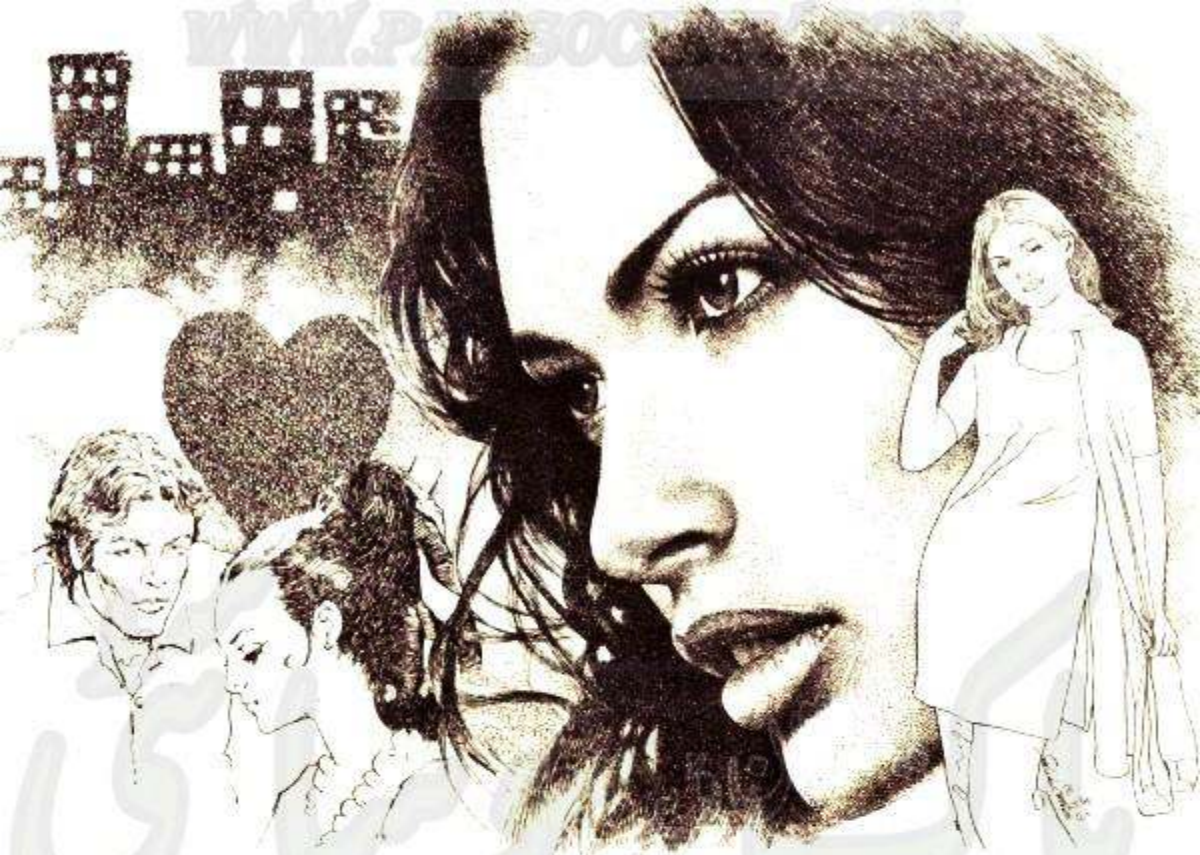

عمیرہ احمد

# آب حیات

آب حیات کی کہانی تاش کے تیرہ پتوں میں چھپی ہوئی ہے۔

2۔ ایک خوب صورت اتفاق نے امامہ اور سالار کو یکجا کر دیا ہے۔ سالار نے امامہ کو ایر رنگز دیے ہیں۔ وہ بالکل ویسے ہی ہیں، جیسے امامہ شادی سے قبل پہنتی تھی اور جو اسے اس کے والد ہاشم نے دیے تھے۔ سکندر عثمان نے اس شادی کو کھلے دل سے قبول کیا۔

9۔ سی آئی اے ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں چار اشخاص گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے ایک پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں ایک شخص بلکہ اس کی پوری فیملی کے تمام بیرونی معاملات اور ذاتی زندگی کی تمام تر مکمل معلومات حاصل ہیں اور انہیں اس میں سے کسی ایسے پوائنٹ کی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر وہ اس شخص پر ہاتھ ڈال سکیں۔ لیکن اس شخص سمیت اس کی فیملی کے نہایت شفاف ریکارڈ سے اب تک کوئی مشکوک بات نہیں نکال سکے مگر آخری پندرہ منٹ میں انہیں اس فیملی کی کسی لڑکی کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے کوئی سرا مل جاتا ہے۔

1۔ وہ کئی راتوں سے تکلیف میں تھی۔ سکون آور ادویات کے بغیر سو نہیں پا رہی تھی۔ وہ اپنے باپ سے بس ایک سوال



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے آئی تھی کہ اس نے اس کی فیملی کو کیوں مار ڈالا۔

6۔ اسپیلنگ بی کے بانوے مقابلے کے فائنل میں تیرہ سالہ اور نو سالہ دو بچے چودھویں راؤنڈ میں ہیں۔ تیرہ سالہ نینسی نے نو حرفوں کے لفظ کا ایک حرف غلط بتایا۔ اس کے بعد نو سالہ ایک خود اعتماد بچے نے گیارہ حرفوں کے لفظ کی درست اسپیلنگ بتادیں۔ ایک اضافی لفظ کے درست ہجے بتانے پر وہ مقابلہ جیت سکتا تھا۔ جسے غلط بتانے کی صورت میں تیرہ سالہ بچی دوبارہ فائنل میں آجاتی۔ وہ اضافی لفظ سن کر اس خود اعتماد، مطمئن اور ذہین بچے کے چہرے پر پریشانی پھیلی، جسے دیکھ کر اس کے والدین اور ہال کے دیگر مہمان بے چین ہوئے مگر اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اس کی سات سالہ بہن مسکرادی۔

A۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بددیانتی کررہی ہے مگر پھر بھی اس نے اس کتاب کے پہلے باب میں تبدیلی کردی اور ترمیم شدہ باب کا پرنٹ نکال کر دیگر ابواب کے ساتھ فائل میں رکھ دیا۔

7۔ وہ دونوں ایک ہوٹل کے بار میں تھے۔ لڑکی نے اسے ڈرنک کی آفر کی مگر مرد نے انکار کردیا اور سگریٹ پینے لگا۔ لڑکی نے پھر ڈانس کی آفر کی، اس نے اس بھی انکار کردیا۔ وہ لڑکی اس مرد سے متاثر ہورہی تھی۔ وہ اسے رات ساتھ گزارنے کے بارے میں کہتی ہے۔ اب کے وہ انکار نہیں کرتا۔

4۔ وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ آئی ہے۔ ایک بوڑھی عورت کے سوال و جواب نے اسے سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔ اب وہ خود اپنے اس اقدام سے غیر مطمئن اور ملول نظر آتی ہے۔

5۔ وہ جیسے ہی گھر آیا۔ معمول کے مطابق اس کے دونوں بچے اپنا کھیل چھوڑ کر اس کے گلے آلگے۔ حسب معمول اس کی بیوی نے بھی جو تیسری بار امید سے تھی، اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ لان میں اپنی بیوی بچوں کو مطمئن و مسرور دیکھ کر سوچ رہا ہے کہ اگر وہ چند پیر پھاڑ کر پھینک دے تو اس کی زندگی آئندہ بھی اسی طرح خوب صورت رہ سکتی ہے۔ مگر وہ ضروری فون آجاتا ہے۔ جس کا وہ انتظار کررہا ہے۔ اب اسے اپنی فیملی اور استعفیٰ میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا تھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

8۔ پریذیڈنٹ ایک انتہائی مشکل صورت حال سے دوچار تھا۔ اس کا فیصلہ کانگریس کے الیکشنز پر بری طرح اثر انداز ہو سکتا تھا۔ کیبنٹ کے چھ ممبرز کے ساتھ پانچ گھنٹے کی طویل نشست کے بعد اسے پندرہ منٹ کا وقفہ لینا پڑا تھا۔ فیصلے کی ذمہ داری اس کے سر تھی۔ آخر کار وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا۔

10۔ الزائمر کے مریض باپ کو وہ اپنے ہاتھوں سے یخنی پلا رہا تھا۔ اس کے انداز میں اپنے باپ کے لیے نہایت پیار' احترام اور تحمل ہے۔ اس کے باپ کو معلوم نہیں کہ وہ اس کے ہاتھ سے آخری بار کھانا کھا رہا ہے۔ اس کا سامان ایرپورٹ پر جا چکا ہے اور وہ گاڑی کا انتظار کر رہا ہے۔

Q۔ وہ نیلے رنگ کی شفاف جھیل پر اس کے ہمراہ ہے۔ خوب صورت حسین مناظر میں گھری جھیل میں وہ صندل کی لکڑی کی کشتی میں سوار ہے۔

K۔ وہ تیسری منزل پر بنے اپارٹمنٹ کے بیڈ روم کی کھڑکی سے ٹیلی اسکوپ کی مدد سے ساٹھ فٹ کے فاصلے پر اس بینکوئٹ ہال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ ٹائم نو بج کر دو منٹ ہو رہے ہیں۔ پندرہ منٹ بعد وہ مہمان بینکوئٹ ہال میں داخل ہو گا۔ وہ ایک پروفیشنل شوٹر ہے۔ اسے مہمان کو نشانہ بنانے کے لیے ہائر کیا گیا ہے۔

3۔ وہ اس سے اصرار کر رہی ہے کہ نجومی کو ہاتھ دکھایا جائے۔ وہ مسلسل انکار کرتا ہے مگر اس کی خوشی کی خاطر مان لیتا ہے' نجومی لڑکی کا ہاتھ دیکھ کر بتاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر شادی کی دو لکیریں ہیں۔ دوسری لکیر مضبوط اور خوشگوار شادی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ دونوں ساکت رہ جاتے ہیں۔

## آدم و حوا

ایک خوب صورت اتفاق نے سالار اور امامہ کو یکجا کر دیا۔ اس نے امامہ کو نو سال بعد دیکھا تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی کا پہلا اختلاف لائٹ پر ہوا۔ سالار کو لائٹ آن کر کے سونے کی عادت تھی جبکہ امامہ کو روشنی میں نیند نہیں آتی تھی۔ لیکن سالار نے امامہ کی بات مان لی۔ صبح وہ امامہ کو جگائے بغیر سحری کر کے نماز پڑھنے چلا جاتا ہے' امامہ سحری کے لیے اٹھتی ہے تو فرقان کے گھر سے کھانا آیا رکھا ہوتا ہے۔ امامہ اسے سالار کی بے اعتنائی سمجھتی ہے۔ سعیدہ اماں سے فون پر بات کرتے ہوئے وہ رو پڑتی ہے اور وجہ پوچھنے پر اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ سالار کا رویہ اس کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ سعیدہ اماں کو سالار پر سخت غصہ آتا ہے۔ وہ ڈاکٹر سبط علی کو بھی بتا دیتی ہیں کہ سالار نے امامہ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سالار ڈاکٹر سبط علی کے گھر امامہ کا روکھا رویہ محسوس کرتا ہے سعیدہ اماں بھی سالار کے ساتھ ناراضی سے پیش آتی ہیں۔ پھر امامہ اس رات سعیدہ اماں کے ہی گھر رہ جاتی ہے۔ سالار کو اچھا نہیں لگتا مگر وہ منع نہیں کرتا۔ امامہ کو یہ بھی برا لگتا ہے کہ اس نے ساتھ چلنے پر اصرار نہیں کیا۔ اس کو سالار سے یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ اس نے اسے منہ دکھائی نہیں دی۔ سالار اپنے باپ سکندر عثمان کو بتا دیتا ہے کہ اس کی شادی آمنہ نامی جس لڑکی سے ہوئی ہے وہ دراصل امامہ ہے۔ سکندر عثمان اور طیبہ سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ امامہ کو فرقان کے گھر روزانہ کھانا کھانے پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور سالار کے سی فوڈ کھانے پر بھی۔ سکندر عثمان' طیبہ اور انیتا ان دونوں سے ملنے آتے ہیں اور امامہ سے بہت پیار سے ملتے ہیں۔ وہ سالار کا ولیمہ اسلام آباد میں کرنے کے بجائے اب لاہور میں کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ ڈاکٹر سبط امامہ سے سالار کے ناروا سلوک کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو وہ شرمندہ سی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بات اتنی بڑی نہیں تھی جتنی اس نے بنا ڈالی تھی۔ سالار' امامہ سے اسلام آباد چلنے کو کہتا ہے۔ تو امامہ خوف زدہ ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سبط' سالار کو سمجھاتے ہیں۔ وہ خاموشی سے سنتا ہے۔ وضاحت اور صفائی میں کچھ نہیں بولتا مگر ان کے گھر سے واپسی پر وہ امامہ سے ان شکایتوں کی وجہ پوچھتا ہے۔ وہ جواباً" روتے ہوئے وہی بتاتی ہے' جو سعیدہ اماں کو بتا چکی ہے۔ سالار کو اس کے آنسو تکلیف دیتے ہیں' پھر وہ اس سے معذرت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ آئندہ جو بھی شکایت ہو' کسی اور سے نہ کرنا' ڈائریکٹ مجھے ہی بتانا' وہ اس کے ساتھ سعیدہ اماں کے گھر سے جہیز کا سامان لے کر آتا ہے' جو کچھ امامہ نے خود جمع کیا ہوتا ہے اور کچھ ڈاکٹر سبط نے اس کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں گھٹیا رومانوی ناول دیکھ کر سالار کو کوفت



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتی ہے اور وہ انہیں تلف کرنے کا سوچتا ہے۔ مگر امامہ کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ سالار اپنے بینک میں امامہ کا اکاؤنٹ کھلوا کر تیس لاکھ روپے اس کا حق مہر جمع کرواتا ہے۔ وہ امامہ کو لے کر اسلام آباد جاتا ہے اور ایئرپورٹ پر اسے بتاتا ہے کہ سکندر عثمان نے منع کیا تھا۔ امامہ کو شدید غصہ آتا ہے۔ گھر پہنچنے پر سکندر عثمان اس سے شدید غصہ کرتے ہیں۔

## چوتھی قسط

"السلام علیکم پاپا!" اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگز رکھتے ہوئے اس نے پاس آتے ہوئے سکندر عثمان سے ہمیشہ کی طرح یوں گلے ملنے کی کوشش کی تھی جیسے وہ ان ہی کی دعوت اور ہدایت پر وہاں آیا ہے۔

سکندر عثمان نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں منع کیا تھا نا؟"

"جی۔" سالار نے بے حد تابع داری سے اس سوال کا جواب دیا۔

سکندر عثمان کا دل چاہا کہ وہ اس کا گلا دبا دیں۔

"کیسے آئے ہو؟" چند لمحوں کے بعد انہوں نے اس سے اگلا سوال کیا۔

"ٹیکسی پر۔" جواب کھٹاک سے آیا تھا۔

"ٹیکسی اندر لائے تھے؟"

"نہیں گیٹ پر ہی اترے ہیں۔" وہ نظریں جھکائے بے حد سعادت مندی سے کہہ رہا تھا۔

"تو سسرال والوں کو بھی سلام کر آتے۔" وہ اس بار چپ رہا۔ جانتا تھا' نہ یہ سوال ہے نہ مشورہ۔

"بیٹا! آپ کیسی ہیں؟" اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے وہ اب امامہ کی طرف بڑھ آئے تھے۔ ان کا لہجہ اب بدل گیا تھا۔ وہ بری طرح گھبرائی ہوئی باپ بیٹے کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہی تھی اور سکندر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ سکندر کے سوال کا فوری طور پر جواب نہیں دے سکی۔

"سفر ٹھیک رہا؟" انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بے حد شفقت سے پوچھا تھا۔ "اور طبیعت ٹھیک ہے' چہرہ کیوں اتنا سرخ ہو رہا ہے؟"

سکندر نے بھی اس کی آنکھوں کی نمی اور پریشانی کو محسوس کیا تھا۔

"جی... وہ... جی..." وہ اٹکی۔

"سردی کی وجہ سے... السلام علیکم! ممی... کیسی ہیں آپ؟" سالار نے بیگ دوبارہ کھینچتے ہوئے پہلا جملہ سکندر سے کہا اور دوسرا دور سے آتی ہوئی طیبہ کو دیکھ کر جو اسے دیکھ کر جیسے کراہی تھیں۔

"سالار! کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی' کچھ تو احساس کیا کرو۔" وہ اب ان سے گلے مل رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا ممی!" اس نے جواباً کہا۔

"طیبہ! امامہ کو چائے کے ساتھ کوئی میڈیسن دیں اور اب اس ڈنر کو تو رہنے ہی دیں۔" سکندر اسے ساتھ لاتے ہوئے اب طیبہ سے کہہ رہے تھے۔ طیبہ اب سالار کو ایک طرف کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھ آئیں۔

"کیا ہوا امامہ کو؟"

"کچھ نہیں... میں... ٹھیک ہوں۔" اس نے مدافعانہ انداز میں طیبہ سے ملتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ ڈنر پر جائیں' ہماری پروا نہ کریں۔ ہم لوگ کھا لیں گے جو بھی گھر میں ہے۔" سالار نے سکندر سے



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہا۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ اس وقت نہیں انوائٹڈ ہیں' یقیناً" گھر میں اس وقت ڈنر کی کوئی تیاری نہیں کی گئی ہوگی۔
سکندر نے اس کی بات سننے کی زحمت نہیں کی۔ انہوں نے پہلے انٹرکام پر گارڈز کو سیکیورٹی کے حوالے سے کچھ ہدایات کیں' اس کے بعد ڈرائیور کو کسی قریبی ریسٹورنٹ سے کھانے کی کچھ ڈشز لکھوائیں اور خانساماں کو چائے کے لیے بلوایا۔

"پلیز پاپا! آپ ہماری وجہ سے اپنا پروگرام کینسل نہ کریں' آپ جائیں۔" سالار نے سکندر عثمان سے کہا۔

"تاکہ تم پیچھے سے ہمارے لیے کوئی اور مصیبت کھڑی کردو۔"

وہ سکندر کے جملے پر ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی نے سکندر کو کچھ اور برہم کیا۔ امامہ اگر اس کے پاس نہ بیٹھی ہوتی تو سکندر عثمان اس وقت اس کی طبیعت اچھی طرح صاف کردیتے۔

"جب میں نے تم دونوں سے کہا تھا کہ فی الحال یہاں مت آنا تو پھر... امامہ! کم از کم تمہیں اسے سمجھانا چاہیے تھا۔"

سکندر نے اس بار امامہ سے کہا تھا جو پہلے ہی بے حد شرمندگی اور حواس باختگی کا شکار ہو رہی تھی۔

"پاپا! امامہ تو مجھے منع کر رہی تھی' میں زبردستی لایا ہوں اسے۔" امامہ کی کسی وضاحت سے پہلے ہی سالار نے کہا۔

سکندر نے بے حد خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا۔ ان کی اولاد میں سے کسی نے آج تک ان کے منہ پر بیٹھ کر اتنے فخریہ انداز میں ان کی بات نہ ماننے کا اعلان نہیں کیا تھا۔

سالار سے مزید کچھ کہنے کے بجائے انہوں نے ملازم سے سامان ان کے کمرے میں رکھنے کے لیے کہا۔ اس سارے معاملے پر سالار سے سنجیدگی سے بات کرنا ضروری تھا' لیکن اکیلے میں۔

سالار کے کمرے میں آتے ہی امامہ مقناطیس کی طرح کھڑکی کی طرف گئی تھی اور پھر جیسے سحرزدہ سی کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی۔ وہاں سے اس کے گھر کا بایاں حصہ نظر آرہا تھا۔ اس کے گھر کا اوپر والا حصہ... اس کے کمرے کی کھڑکیاں... وسیم کے کمرے کی کھڑکیاں... دونوں کمروں میں روشنی تھی لیکن دونوں کھڑکیوں کے پردے گرے ہوئے تھے۔ کوئی ان پردوں کو ہٹا کر اس وقت اس کی طرح آکر کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو جاتا تو اسے آرام سے دیکھ لیتا۔ پتا نہیں پہچانتا بھی یا نہیں... وہ اتنی تو نہیں بدلی تھی کہ کوئی اسے پہچان ہی نہ پاتا... اس کے اپنے خونی رشتے تو... پانی سیلاب کے ریلے کی طرح سب بند توڑ کر اس کی آنکھوں سے بہنے لگا تھا۔ یہ کب سوچا تھا اس نے کہ کبھی اپنی زندگی میں وہ دوبارہ اس گھر کو دیکھ سکے گی۔ کیا ضروری تھا کہ یہ سب کچھ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ ہوتا۔

وہ بے حد خاموشی کے ساتھ اس کے برابر میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے کھڑکی سے نظر آنے والے اس گھر کو دیکھا اور پھر امامہ کی آنکھوں سے بہنے والے پانی کو۔ اسی خاموشی کے ساتھ اس نے امامہ کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتے ہوئے جیسے اسے دلاسا دینے کے لیے اس کے سر کو چوما۔

"وہ میرا کمرا ہے۔" بہتے آنسوؤں کے ساتھ امامہ نے اسے بتایا۔

"جہاں سے تم مجھے دیکھا کرتی تھیں؟" وہ بہتے آنسوؤں کے بیچ ہنس پڑی۔

"میں تمہیں نہیں دیکھتی تھی سالار!" اس نے احتجاج کیا تھا۔

سالار نے اس کے کمرے کی کھڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے پتا تک نہیں تھا کہ یہ تمہارا کمرا ہے۔ میں سمجھتا تھا' یہ وسیم کا کمرا ہے۔ میں تو کپڑے بھی یہیں بدلا



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتا تھا۔" سالار کو کچھ تشویش ہوئی۔

"مجھے کیا پتا تم کیا کرتے تھے۔۔۔ میرے کمرے کی کھڑکیاں تو بند ہوتی تھیں۔"

"کیوں؟" سالار نے کچھ حیرانی سے پوچھا۔

"تم شارٹس میں پھرتے تھے بیڈ روم میں اس لیے۔۔۔ اور تمہارے خیال میں میں کھڑکیاں کھلی رکھ سکتی تھی۔۔۔ تمہیں کوئی شرم ہی نہیں تھی۔۔۔ تم کیسے اس طرح اپنے بیڈ روم میں پھر لیتے تھے۔۔۔"

وہ اب آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس پر خفا ہو رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں ہوا کہ اس نے کتنے آرام سے اس کی توجہ اس طرف سے ہٹائی تھی۔

"تم کس طرح کے انسان تھے؟"

سالار نے اس بار کچھ نہیں کہا۔ وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔

"تمہیں کھانے کا کہنے آیا تھا۔ تم چینج کر لو تو چلتے ہیں۔" اس نے یک دم بات بدلتے ہوئے امامہ سے کہا۔ اس نے سالار کے تاثرات نہیں دیکھے۔ وہ ایک بار پھر کھڑکی سے نظر آنے والا گھر دیکھ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ تقریباً" دو بجے کمرے میں آیا اور اس کا خیال تھا کہ امامہ سو چکی ہوگی مگر وہ ابھی بھی کھڑکی کے سامنے بیٹھی ہوئی باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کے گھر کی لائٹس اب آف تھیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر سالار کو دیکھا تھا۔

"سو جانا چاہیے تھا تمہیں امامہ!" اس سے نظریں ملنے پر سالار نے کہا۔

وہ کھڑکیوں کے آگے ایک کرسی رکھے دونوں پاؤں اوپر کیے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی تھی۔

"سو جاؤں گی۔"

"وہاں سب سو چکے ہیں، دیکھو لائٹس آف ہیں سب بیڈ رومز کی۔"

وہ دوبارہ گردن موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔

سالار چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر واش روم میں چلا گیا۔ دس منٹ بعد کپڑے تبدیل کر کے وہ سونے کے لیے بیڈ پر لیٹ گیا۔

"امامہ! اب بس کرو اس طرح دیکھنے سے کیا ہوگا؟" بیڈ پر لیٹے لیٹے اس نے امامہ سے کہا۔

"میں نے کب کہا کہ کچھ ہوگا تم سو جاؤ۔"

"تم وہاں بیٹھی رہو گی تو مجھے بھی نیند نہیں آئے گی۔"

"لیکن میں یہیں بیٹھوں گی۔" اس نے ضدی انداز میں کہا۔

سالار کو اس کی ضد نے کچھ حیران کیا۔ چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد اس نے پھر کہا۔

"امامہ! تم اگر بیڈ پر آ کر لیٹو گی تو یہاں سے بھی تمہارا گھر نظر آتا ہے۔" سالار نے ایک بار پھر کوشش کی تھی۔

"یہاں سے زیادہ قریب ہے۔"

وہ اس بار بول نہیں سکا۔ اس کے لہجے میں موجود کسی چیز نے اس کے دل پر اثر کیا تھا۔ چند گز کا فاصلہ اس کے لیے بے معنی تھا۔ وہ اس کا گھر نہیں تھا۔ چند گز کی نزدیکی اس کے لیے بہت تھی۔ وہ نو سال بعد اس گھر کو دیکھ رہی تھی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہمارے گھر کے اوپر والے فلور میں ایک کمرا ہے' اس کمرے کی کھڑکیوں سے تمہارے گھر کا لان اور پورچ تک نظر آتا ہے۔" وہ لیٹے لیٹے چھت کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

امامہ یک دم کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس آگئی۔

"کون سا کمرا...؟" مجھے دکھاؤ۔" اس کے بیڈ کے قریب کھڑے ہو کر اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"دکھا سکتا ہوں اگر تم سو جاؤ' پھر صبح میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔" سالار نے آنکھیں کھول کر کہا۔

"میں خود بھی جا سکتی ہوں۔" وہ بے حد خفگی سے سیدھی ہو گئی۔

"اوپر والا فلور لاکڈ ہے۔" امامہ جاتے جاتے رک گئی۔ وہ یک دم مایوس ہوئی تھی۔

"سالار! مجھے لے کر جاؤ اوپر..." وہ پھر اس کا کندھا ہلانے لگی۔

"اس وقت تو نہیں لے کر جاؤں گا۔" اس نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"تمہیں ذرا سی بھی محبت نہیں ہے مجھ سے؟" وہ اسے جذباتی دباؤ میں لے رہی تھی۔

"ہے' اسی لیے تو نہیں لے کر جا رہا' صبح وہاں جانا۔ تمہاری فیملی کے لوگ گھر سے نکلیں گے۔ تم انہیں دیکھ سکتی ہو۔ اس وقت کیا نظر آئے گا تمہیں؟" سالار نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"ویسے بھی مجھے نہیں پتا کہ کمرے کی چابیاں کس کے پاس ہیں' صبح ملازم سے پوچھ لوں گا۔" سالار نے جھوٹ بولا۔

اوپر کا فلور مقفل نہیں تھا لیکن امامہ کو روکنے کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ کچھ مایوس ہو کر دوبارہ کھڑکی کی طرف جانے لگی۔ سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اور فلور میں تب ان لاک کرواؤں گا' اگر تم ابھی سو جاؤ۔"

وہ چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اس نے جیسے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں بیڈ کے اس طرف سوؤں گی۔"

سالار نے ایک لفظ کہے بغیر اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس نے کمبل ہٹا کر اس کے لیے جگہ بنا دی تھی۔

"اور میں لائٹس بھی آن رکھوں گی۔" وہ اس کی خالی کی ہوئی جگہ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

وہ اب کراؤن سے ٹیک لگائے دونوں گھٹنے سکیڑے بیڈ پر بیٹھی کھڑکی کو دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے روشنی میں نیند نہیں آئے گی۔" سالار نے کمبل سے اس کے پاؤں اور ٹانگیں ڈھانپتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو روشنی میں ہی نیند آتی تھی۔" وہ کچھ جز بز ہو کر بولی۔

"اب اندھیرے میں آتی ہے۔" اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"تو پھر مجھے روشنی میں ہی نیند آتی ہے۔" سالار نے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"تمہیں ایک اچھی بیوی کی طرح اپنے شوہر کی نیند کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔" مصنوعی غصے کے ساتھ سالار نے کچھ آگے جھکتے ہوئے سائیڈ ٹیبل لیمپ اور دوسری لائٹس آف کرنی شروع کر دیں۔

امامہ خفگی سے بیٹھی رہی' لیکن اس نے سالار کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ کمرا اب نیم تاریک تھا لیکن بیرونی روشنیوں کی وجہ سے امامہ کا گھر زیادہ نمایاں ہو گیا تھا۔

"اس طرح دیکھنے سے کیا ہو گا؟" سالار اب کچھ جھلا گیا تھا۔

"ہو سکتا ہے کوئی پردے ہٹا کر کھڑکی میں کھڑا ہو۔"

وہ خواہش نہیں تھی' آس تھی اور وہ اس کی آس کو توڑ نہیں سکتا تھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"صبح گاؤں جانا ہے ہمیں۔۔۔" وہ اب اس کی توجہ اس کھڑکی سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔
"مجھے نہیں جانا، مجھے یہیں رہنا ہے۔" امامہ نے دوٹوک انکار کیا۔ سالار کو اس کی توقع تھی۔
"تمہیں گاؤں لے جانے کے لیے لے کر آیا تھا۔" سالار نے کچھ خفگی سے کہا۔
"تم جاؤ، مجھے کسی گاؤں میں دلچسپی نہیں ہے۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔
سالار یک دم کمبل ہٹاتے ہوئے بیڈ سے اٹھا اور اس نے پردے برابر کر دیے۔ باہر سے آنے والی روشنی بند ہوتے ہی کمرا یک دم تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ امامہ نے بے حد خفگی کے عالم میں لیٹتے ہوئے کمبل اپنے اوپر کھینچ لیا۔

دوبارہ اس کی آنکھ سالار کے جگانے سے کھلی۔ سحری ختم ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا۔ اس نے اٹھ کر سب سے پہلے کھڑکی کے پردے ہٹائے تھے۔ سالار نے اسے کچھ ہمدردی سے دیکھا۔ وہ انٹر کام اٹھا کر خانساماں کو کھانا کمرے میں لانے کا کہہ رہا تھا۔ امامہ کے کمرے میں لائٹ آن تھی لیکن کھڑکیوں کے آگے اب بھی پردے گرے ہوئے تھے۔

اسے جیسے کچھ مایوسی ہوئی۔ جب تک وہ کپڑے تبدیل کر کے اور منہ ہاتھ دھو کر آئی تب تک خانساماں کھانے کی ٹرالی کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ انہوں نے بڑی خاموشی کے ساتھ کھانا کھایا اور کھانا ختم کرتے ہی امامہ نے کہا۔
"اب چابیاں لے لو، اوپر چلیں۔"
"مجھے نماز پڑھ کر آنے دو۔"
"نہیں، مجھے اپنا گھر دیکھنا ہے۔"
اس بار سالار نے جیسے امامہ کی ضد کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔ اسے لے کر وہ اوپر کے فلور پر آ گیا۔ کمرا کھلا دیکھ کر امامہ نے اسے بے حد خفگی سے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔ وہ اس وقت اتنی خوش تھی کہ سالار کی کسی بات پر ناراض نہیں ہو رہی تھی۔
اس کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوتے ہی وہ جیسے سانس لینا بھول گئی تھی۔ وہاں سے اس کے گھر کا پورا لان اور پورچ نظر آ رہا تھا۔ لان بالکل بدل گیا تھا۔ وہ ویسا نہیں رہا تھا جیسا کبھی ہوتا تھا، جب وہ وہاں تھی۔ تب وہاں وہ کرسیاں بھی نہیں تھیں، جو پہلے ہوتی تھیں۔ لان میں لگی بیلیں اب پہلے سے بھی زیادہ بڑی اور پھیل چکی تھیں۔ آنسوؤں کا ایک نیا ریلا اس کی آنکھوں میں آیا تھا۔ سالار نے اس دفعہ اسے کچھ نہیں کہا۔ کہنا بے کار تھا۔ اسے فی الحال رونا تھا، وہ جانتا تھا۔
وہ مسجد میں نماز اور کچھ دیر قرآن پاک کی تلاوت کرنے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد واپس آیا تھا اور حسب توقع تب بھی امامہ کمرے میں نہیں آئی تھی۔
وہ گاؤں جانے کے لیے تیار ہونے کے بعد اسے خدا حافظ کہنے اوپر آیا تھا۔ اسے ساتھ لے جانے کا ارادہ وہ پہلے ہی ترک کر چکا تھا۔
اڑھائی گھنٹے کے بعد بھی وہ کھڑکی کے سامنے اسی طرح کھڑی تھی۔ سالار کے اندر آنے پر بھی اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ سالار نے اسے مخاطب کرنے کے بجائے کمرے میں دور پڑے صوفے کو کچھ جدوجہد کے ساتھ کھڑکی کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔
"یہاں بیٹھ جاؤ تم، کب تک اس طرح کھڑی رہو گی۔"
صوفہ دھکیل کر اس کے قریب لانے کے بعد سالار نے اس کو مخاطب کیا اور تب ہی اس نے امامہ کا چہرہ دیکھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں اور ناک سرخ تھی۔ سالار نے گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ وہاں ایک گاڑی میں کچھ بچے سوار ہو رہے تھے اور ایک عورت ان کو خدا حافظ کہہ رہی تھی۔

"رضوان کے بچے ہیں؟" سالار نے گاڑی کو اسٹارٹ ہوتے دیکھ کر امامہ سے کہا۔

امامہ نے کچھ نہیں کہا۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر کانپتے ہونٹوں کے ساتھ بس انہیں دیکھ رہی تھی۔ سالار نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔ نو سال لمبا عرصہ تھا۔ پتا نہیں مزید ان میں سے کس کو وہ پہچان سکی تھی اور کس کو نہیں اور ان میں سے کس کو وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ وہ عورت اب اندر چلی گئی تھی۔

اس کے کندھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے ہوئے سالار نے اس سے کہا "بیٹھ جاؤ!"

امامہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں اور ناک رگڑنے کی کوشش کی۔ صرف چند لمحوں کے لیے اس کا چہرہ خشک ہوا تھا' برسات پھر ہونے لگی تھی۔ سالار پنجوں کے بل اس کے سامنے چند لمحوں کے لیے بیٹھا۔ اس نے امامہ کے دونوں ہاتھ تسلی دینے والے انداز میں اپنے ہاتھ میں لیے۔ اس کے دونوں ہاتھ بے حد سرد تھے۔ وہ اس کے ہاتھ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے کی سردی کو اس نے پہلی بار محسوس کیا تھا۔ ہیٹر آن کرنے کے بعد اس نے کمرے کی الماری میں کوئی کمبل ڈھونڈنے کی کوشش کی اور ایک کمبل اسے نظر آ ہی گیا تھا۔

"میں گاؤں کے لیے نکل رہا ہوں' شام تک واپس آؤں گا۔ دس گیارہ بجے کے قریب پاپا اور ممی اٹھ جائیں گے' تب تم نیچے آجانا۔" اس کی ٹانگوں پر کمبل ڈالتے ہوئے اس نے امامہ سے کہا۔

وہ اب بھی اسی طرح دوپٹے سے آنکھیں اور ناک رگڑ رہی تھی لیکن اس کی نظریں اب بھی کھڑکی سے باہر تھیں۔ سالار اور یہ کمرا جیسے اس کے لیے اہم نہیں رہا تھا۔ وہ اس سے کیا کہہ رہا تھا' اس نے نہیں سنا تھا اور سالار یہ جانتا تھا۔ وہ اسے خدا حافظ کہتے ہوئے چلا گیا۔

وہ اگلے چار گھنٹے اسی طرح صوفے پر جمی بیٹھی رہی۔ اس دن اس نے نو سال کے بعد باری باری اپنے تینوں بھائیوں کو بھی گھر سے جاتے دیکھا تھا۔ وہ وہاں بیٹھی انہیں دیکھتی ہچکیوں سے روتی رہی تھی۔ وہاں بیٹھے ہوئے اسے لگ رہا تھا کہ اس نے یہاں آکر غلطی کی ہے۔ اسے نہیں آنا چاہیے تھا۔ اتنے سال سے صبر کے جو بند وہ باندھتی چلی آرہی تھی' اب وہ بند باندھنا مشکل ہو رہے تھے۔ وہ پہلے اسلام آباد آنا نہیں چاہتی تھی اور اب یہاں سے جانا نہیں چاہتی تھی۔ ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ اسی طرح چوری چھپے اس گھر میں رہتی' اس طرح روز اپنے گھر والوں کو دیکھتی رہتی۔ اس کے لیے تو یہ بھی بہت تھا' وہ احمقانہ سوچ تھی' لیکن وہ سوچ رہی تھی۔ وہ ہر بات سوچ رہی تھی جس سے وہ یہاں اپنے ماں باپ کے گھر کے پاس رہ سکتی ہو۔

سالار نے گاؤں پہنچنے کے چند گھنٹے کے بعد سکندر کو فون کیا۔

"میں بھی حیران تھا جب ملازم نے مجھے بتایا کہ وہ اوپر گیسٹ روم میں ہے۔ میں سوچ رہا تھا پتا نہیں وہ وہاں کیا کر رہی ہے۔"

سالار نے انہیں امامہ کو وہاں سے بلوانے کے لیے کہا تھا اور سکندر نے اسے جواباً کہا۔

"کیا ضرورت تھی اسے خوامخواہ وہاں لے جانے کی' گھر تو اس کا تمہارے کمرے سے بھی نظر آتا ہے۔"

"لیکن گھر والے اسے گیسٹ روم سے ہی نظر آسکتے تھے۔" سالار نے کہا۔

سالار سے بات ختم کرنے کے بعد سکندر اٹھ کر اوپر والے فلور پر چلے گئے۔ دروازے پر دستک دے کر وہ اندر آئے تھے۔

"بیٹا! نیچے آنا تھا' ہم لوگوں کے پاس آکر بیٹھیں کچھ دیر۔"



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سکندر یہ کہتے ہوئے اندر آئے اور امامہ کچھ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔
وہ ان کے وہاں آنے کی توقع نہیں کر رہی تھی اور اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہی سکندر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی تھیں۔
"رونے والی کیا بات ہے بیٹا...؟" سکندر نے اس کے سر کو تھپکتے ہوئے کہا۔
"نہیں... وہ... میں..." وہ بے حد ندامت سے ان سے نظریں ملائے بغیر بولی۔
"چلیں! نیچے آئیں' طیبہ بھی پوچھ رہی ہیں آپ کا۔" سکندر نے ایک بار پھر اس کا سر تھپکا۔
یہ سالار نہیں تھا' جسے وہ دھڑلے سے انکار کر دیتی۔ "جی۔" اس نے یہ کہتے ہوئے صوفے پر پڑا کمبل اٹھانے کی کوشش کی۔ سکندر نے اسے روک دیا۔
"ملازم اٹھالے گا... آپ آجائیں۔"
اس کا چہرہ دیکھ کر طیبہ بھی بے چین ہو گئیں۔ جیسے بھی حالات میں شادی ہوئی' بہرحال وہ ایک ایسی فیملی تھی۔ جسے وہ طویل عرصے سے جانتے تھے اور جن کی دیوار کے ساتھ ان کی دیوار جڑی تھی۔ اس رشتے کا پاس' بہو ہونے کے ناتے ان پر کچھ زیادہ ذمہ داری عائد کرتا تھا۔ خود وہ بھی امامہ کو بچپن سے دیکھتے آئے تھے۔ کسی نہ کسی حد تک وہ ان کے لیے بے حد شناسا تھی۔
وہ لوگ اسے تسلیاں دیتے اس سے باتیں کرتے رہے۔ پھر سکندر نے اسے آرام کرنے کے لیے کہا۔ وہ کمرے میں آکر کچھ دیر کے لیے کھڑکی کے پاس بیٹھی رہی' پھر کچھ تھکی ہوئی آکر بیڈ پر لیٹ کر سو گئی۔
ساڑھے چار بجے اسے ملازم نے انٹرکام پر اٹھایا تھا۔ افطار کا وقت قریب تھا' سکندر اور طیبہ بھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ سالار بھی افطار سے چند منٹ پہلے ہی پہنچا تھا۔ سکندر اور طیبہ اس رات بھی کہیں مدعو تھے۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر وہ انہیں خدا حافظ کہتے ہوئے چلے گئے۔ رات کو وہ بارہ بجے کے قریب واپس آئے' گیارہ بجے سالار اور اس کی فلائٹ تھی۔ طیبہ جانے سے پہلے امامہ کو کچھ تحائف دینے آئیں تو امامہ کو وہ تحائف یاد آگئے جو وہ کراچی سے ان دونوں کے لیے لے کر آئی تھی۔
امامہ کو حیرت ہوئی جب سالار' طیبہ سے ملنے کے بعد سونے کے لیے لیٹ گیا تھا۔
"تم مجھے دس بجے اٹھا دینا۔" اس نے امامہ کو ہدایت دی تھی۔
"گیارہ بجے فلائٹ ہے' دیر تو نہیں ہو جائے گی...؟" امامہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"نہیں' پہنچ جائیں گے۔" اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔
وہ کچھ دیر بیٹھی اسے دیکھتی رہی پھر وہ دوبارہ اوپر کے فلور کے اسی کمرے میں آگئی۔
اس کے گھر کے پورچ میں کوئی گاڑی بھی نہیں کھڑی تھی۔ وہ ویک اینڈ تھا اور وہ یقیناً "گھر پر نہیں تھے۔ کہاں ہو سکتے تھے۔ امامہ نے اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ نو سال کے بعد یہ اندازہ لگانا بہت مشکل تھا۔ اسے امید یہ تھی کہ وہ وہاں بیٹھی انہیں واپس آتے دیکھ سکتی ہے' لیکن دس بجے تک کوئی گاڑی واپس نہیں آئی۔ وہ بوجھل دل اور نم آنکھوں کے ساتھ اٹھ کر نیچے آگئی۔ سالار کو جگانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ جانے کے لیے سامان سمیت کھڑا تھا۔ امامہ کا دل مزید بوجھل ہوا' تو بالآخر ایک بار پھر سب کچھ چھوڑ کر جانے کا وقت آگیا تھا۔
باہر پورچ میں ڈرائیور ایک گارڈ کے ساتھ گاڑی میں انتظار کر رہا تھا۔ سکندر عثمان نے گارڈ کو ایئرپورٹ تک ساتھ جانے کی ہدایت کی تھی۔ وہ ہر طرح کی احتیاطی تدابیر کر رہے تھے۔ سالار نے سامان گاڑی میں رکھنے کے بعد چابی ڈرائیور سے لے لی۔ امامہ نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم لوگ بائی روڈ جا رہے ہیں' پاپا آئیں تو انہیں بتا دینا۔"
ڈرائیور نے کچھ احتجاج کرنے کی کوشش کی۔ شاید سکندر اسے ضرورت سے زیادہ ہدایات کر گئے تھے' لیکن سالار کی ایک جھاڑ نے اسے خاموش کر دیا۔
"اور اب اتنی وفاداری دکھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میرے گھر سے نکلتے ہی پاپا کو فون کر دو۔"
وہ گاڑی میں بیٹھتا ہوا اس سے کہہ رہا تھا۔ اسے یقین تھا وہ اس کے گھر سے نکلتے ہی یہی کام کرے گا۔ اس لیے گیٹ سے نکلتے ہی اس نے سکندر کے فون پر کال کی تھی۔ وہ کچھ دیر کے لیے سکندر کا فون انگیج کرنا چاہتا تھا۔
"پاپا! ہم لوگ نکل رہے تھے تو سوچا آپ سے بات کر لوں۔" سالار نے سکندر سے کہا۔
"اچھا کیا۔"
"ذرا ممی سے بات کرا دیں۔" اس نے سکندر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سکندر سے کہا۔ اسے خدشہ تھا کہ سکندر ڈرائیور کی ان کمنگ کال دیکھ کر چونکیں گے۔ وہ اگر گاڑی میں ان سے بات کر رہا ہے تو ڈرائیور انہیں کیوں کال کر رہا تھا۔ البتہ طیبہ اس سے بات کرتے ہوئے کسی ان کمنگ کال کو چیک نہ کرتیں اور اگر کرتیں بھی تو ان کو شک نہیں ہوتا۔ اگلے پندرہ منٹ وہ طیبہ کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ ساتھ بیٹھی ہوئی امامہ کچھ حیران تھی۔ لیکن اس نے اسے نظر انداز کیا تھا۔ وہ اتنی لمبی باتیں کرنے کا عادی نہیں تھا۔ جتنا وہ اب یک دم باتونی ہو گیا تھا۔

ادھر یہی حیرانی طیبہ کو بھی ہو رہی تھی۔ سکندر ڈنر ٹیبل پر چند دوسرے افراد کے ساتھ مصروف تھے۔ پندرہ منٹ لمبی گفتگو کے بعد جب سالار کو یقین ہو گیا کہ ڈرائیور اب تک سکندر کو کئی کالز کرنے کے بعد تنگ آ کر کالز کرنا چھوڑ چکا ہو گا یا کم از کم دوبارہ کرنے کی اگلی کوشش کچھ دیر بعد ہی کرے گا تو اس نے خدا حافظ کہتے ہوئے فون آف کر دیا۔ طیبہ اور سکندر کی واپسی بارہ بجے سے پہلے متوقع نہیں تھی اور اب اگر ڈرائیور سے پانچ دس منٹ بعد بھی ان کی بات ہوتی تو وہ بہت فاصلہ طے کر چکے ہوتے۔
"بائی روڈ آنے کی کیا ضرورت تھی؟" اس کا فون بند ہوتے دیکھ کر امامہ نے اس سے پوچھا۔
"یونہی دل چاہ رہا تھا۔ کچھ یادیں تازہ کرنا چاہتا ہوں۔" سالار نے سیل فون رکھتے ہوئے کہا۔
"کیسی یادیں؟" وہ حیران ہوئی۔
"تمہارے ساتھ پہلے سفر کی یادیں۔" وہ کچھ دیر اس سے نظریں نہیں ہٹا سکی۔
وہ اس شخص سے کیا کہتی کہ وہ اس سفر کو یاد نہیں کرنا چاہتی۔ وہ اس کے لیے سفر نہیں تھا' خوف اور بے یقینی میں گزارے چند گھنٹے تھے جو اس نے گزارے تھے۔ مستقبل اس وقت ایک بھیانک بھوت بن کر اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس راستے میں وہ بھوت مسلسل اسے ڈراتا رہا تھا۔
"میرے لیے خوشگوار نہیں تھا وہ سفر۔" اس نے تھکے سے لہجے میں سالار سے کہا۔
"میرے لیے بھی نہیں تھا۔" سالار نے بھی اسی انداز میں کہا۔
"کئی سال ہانٹ کرتا رہا مجھے' دیکھنے آیا ہوں کہ اب بھی ہانٹ کرتا ہے۔" وہ بات ختم کرتے ہوئے اسے دیکھ کر بہت مدھم انداز میں مسکرایا۔
امامہ خاموش رہی۔ کئی سال پہلے کی وہ رات ایک بار پھر سے اس کی آنکھوں کے سامنے آنے لگی تھی اور آنکھوں کے سامنے صرف رات ہی نہیں بلکہ جلال بھی آیا تھا۔ اس رات کی تکلیف کا ایک سرا اس کی ذات کے ساتھ بندھا تھا۔ دوسرا اس کی فیملی کے ساتھ۔ اس نے دونوں کو کھویا تھا۔ اگلی صبح کا سورج لاکھ ہمیشہ جیسا ہوتا' اس کی زندگی ویسی نہیں رہی تھی۔ کبھی وہ سوچ سکتی تھی کہ وہ کبھی اس رات کو صرف تکلیف سمجھ کر سوچے گی'

Scanned By Pakistanipoint

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تقدیر سمجھ کر نہیں۔۔۔ اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ برابر میں بیٹھا شخص آج اس کے آنسوؤں سے بے خبر نہیں تھا' لیکن اس وقت بے خبر تھا۔ اس نے کچھ کہے بغیر ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا' امامہ آنکھیں پونچھنے لگی تھی۔ وہ سارا نقشہ جو اس نے اپنی زندگی کا کھینچا تھا' اس میں یہ شخص کہیں نہیں تھا۔ زندگی نے کس کو کس کے ساتھ جوڑا۔۔۔ کس تعلق کو کہاں سے توڑا تھا۔۔۔ پتا ہی نہیں چلا۔۔۔ سفر خاموشی سے ہو رہا تھا' لیکن طے ہو رہا تھا۔

"اب بہت احتیاط سے گاڑی چلا رہے ہو۔" امامہ کو کئی سال پہلے کی اس کی ریش ڈرائیونگ یاد تھی۔ "زندگی کی قدر ہو گئی ہے اب؟" اس نے سالار سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری وجہ سے احتیاط کر رہا ہوں۔" وہ بول نہیں سکی۔ خاموشی کا ایک اور وقفہ آیا۔

وہ شہر کی حدود سے باہر نکل آئے تھے اور سڑک پر دھند محسوس ہونے لگی تھی۔ یہاں دھند گہری نہیں تھی' لیکن موجود تھی۔

"کبھی دوبارہ سفر کیا اکیلے اس روڈ پر۔۔۔" امامہ نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"موٹروے سے جاتا ہوں اب اگر گاڑی میں جانا ہو تو۔ بس ایک بار آیا تھا کچھ ماہ پہلے۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "جب پاپا نے مجھے تمہارے ہاتھ کا لکھا ہوا نوٹ دیا۔ کیا رات تھی؟"

وہ جیسے تکلیف سے کراہا اور پھر ہنس پڑا۔

"امید تھی جس کو' اس رات میں نے مجسم فنا ہوتے دیکھا۔ سمجھ میں آیا مجھے کہ تب اس رات تم کس حالت سے گزری ہو گی۔ اذیت سے بہت زیادہ۔۔۔ موت سے ذرا سی کم۔۔۔ لیکن تکلیف اس کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔"

ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتے ہوئے' وہ جو کچھ اس تک پہنچانا چاہ رہا تھا' پہنچ رہا تھا۔ اس کانچ سے وہ بھی گزری تھی۔ نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ' گردن سیٹ کی پشت سے ٹکائے' وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں سارا راستہ بس یہی سوچتا رہا کہ میں اب کروں گا کیا۔ کیا کروں گا میں زندگی میں سوچ رہا تھا۔ اللہ نے مجھے ضرورت سے زیادہ زندگی دے دی ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ برا کیا تھا۔۔۔ برا تو ہونا ہی تھا میرے ساتھ۔۔۔ یاد ہے نا' میں نے تمہارے ساتھ سفر میں کیسی باتیں کی تھیں۔"

اس نے عجیب سے انداز میں ہنس کر ایک لمحہ کے لیے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ ایک لمحہ کے لیے دونوں کی نظریں ملی تھیں' پھر سالار نے نظریں چراتے ہوئے گردن سیدھی کر لی۔ سفر پھر خاموشی سے طے ہونے لگا تھا۔ وہ تعلق جو ان کے بیچ تھا' وہ جیسے خاموشی کو بھی گفتگو بنا رہا تھا۔ لفظ اس وقت خاموشی سے زیادہ بامعنی نہیں ہو سکتے تھے۔

امامہ بھی گردن سیدھی کر کے سڑک کو دیکھنے لگی۔ دھند اب گہری ہو رہی تھی۔ جیسے وہ سڑک پر نہیں بلکہ اپنے ماضی کی دھند میں داخل ہو رہے تھے۔ گہری' معدوم نہ ہونے اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دینے والی گہری دھند۔۔۔ کیا کیا اپنے اندر چھپائے ہوئے تھی' لیکن جو کچھ تھا' وہ او جھل ہو گیا تھا' فراموش نہیں ہوا تھا۔

سیل فون کی رنگ ٹون نے ان دونوں کو چونکا دیا۔ سیل پر سکندر کا نمبر چمک رہا تھا۔ سالار ہنس پڑا۔ امامہ اس کی بے مقصد ہنسی کو نہیں سمجھی۔

"ہیلو!" سالار نے کال ریسیو کرتے ہوئے صرف اتنا ہی کہا تھا۔ اسے حیرت تھی' سکندر عثمان کی کال اتنی دیر سے نہیں آنی چاہیے تھی۔ شاید ڈرائیور نے ان کے گھر پہنچنے پر ہی انہیں سالار کے ایڈونچر کے بارے میں مطلع کیا تھا۔ سالار نے آواز کچھ کم کر دی تھی۔ جو کچھ سکندر اسے فون پر کہہ رہے تھے' وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ امامہ تک

Scanned By Pakistan.web.pk

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہنچتا۔

"جی... جی۔" وہ اب تابع داری سے کہہ رہا تھا۔ سکندر اس پر بری طرح برس رہے تھے اور کیوں نہ برستے وہ' انہیں بے وقوف بنانا جیسے سالار کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اور یہ احساس سکندر کے غصے میں اضافہ کر رہا تھا۔ انہوں نے کچھ دیر پہلے طیبہ کے پرس میں پڑے اپنے سیل پر ڈرائیور کی مسڈ کالز دیکھی تھیں اور اس سے بات کر کے وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے تھے۔ بائی روڈ لاہور جانا' اس وقت ان کے لیے اس کی حماقت کا اعلا ترین مظاہرہ تھا لیکن اس نے جتنے اطمینان سے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی تھی' وہ ان کے لیے زیادہ اشتعال انگیز تھا۔

"اب غصہ ختم کر دیں پاپا! ہم دونوں بالکل محفوظ ہیں اور آرام سے سفر کر رہے ہیں۔" اس نے بالآخر سکندر سے کہا۔

"تم ظفر کو دھمکیاں دے کر گئے تھے کہ وہ مجھے انفارم نہ کرے؟"

"دھمکی... میں نے ایک مودبانہ درخواست کی تھی اس سے کہ وہ آپ کو فی الحال انفارم نہ کرے... آپ ڈنر چھوڑ کر خوامخواہ پریشان ہوتے۔" وہ بڑی رسانیت سے ان سے کہہ رہا تھا۔

"میری دعا ہے سالار! کہ تمہاری اولاد بالکل تمہارے جیسی ہو اور تمہیں اتنا ہی خوار کرے' جتنا تم ہمیں کرتے ہو' پھر تمہیں ماں باپ کی پریشانی کا احساس ہو گا۔" وہ ہنس پڑا۔

"پاپا! اس طرح کی باتیں کریں گے تو میں اولاد ہی پیدا نہیں کروں گا۔"

امامہ نے اس کے جملے پر چونک کر اسے دیکھا۔

"پاپا دعا کر رہے ہیں کہ ہماری اولاد جلد پیدا ہو۔"

امامہ کو چونکتے دیکھ کر سالار نے فون پر بات کرتے ہوئے اسے بتایا۔ وہ بے اختیار سرخ ہوئی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اس طرح کی دعا کا کون سا وقت اور طریقہ ہے۔ دوسری طرف سکندر فون پر اس کا جملہ سن کر کچھ بے بسی سے ہنس پڑے تھے۔ ان کا غصہ کم ہونے لگا تھا۔ کئی سالوں کے بعد انہیں سالار سے اس طرح بات کرنا پڑی تھی۔ وہ اب اس سے پوچھ رہے تھے کہ وہ کہاں ہے۔ سکندر کو اپنے حدود اربعہ کے بارے میں بتا کر سالار نے فون بند کر دیا۔

"پاپا ناراض ہو رہے تھے...؟" امامہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"خوش ہونے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے جواباً کہا۔

"تم جھوٹ کیوں بولتے ہو؟" امامہ نے جیسے اسے شرم دلانے کی کوشش کی تھی۔

"کیونکہ اگر میں سچ بولوں تو لوگ مجھے وہ نہیں کرنے دیتے' جو میں کرنا چاہتا ہوں۔" کمال کی منطق تھی اور بے حد سنجیدگی سے پیش کی گئی تھی۔

"چاہے تمہارے جھوٹ سے کسی کو دکھ پہنچے۔"

"میرے جھوٹ سے کسی کو دکھ نہیں پہنچتا' بلکہ غصہ آتا ہے۔"

اسے سمجھانا بے کار تھا' وہ سالار تھا۔ وہ اب اندازہ لگا سکتی تھی کہ سکندر نے اسے فون پر کیا کہا ہو گا۔

رات کے تقریباً پچھلے پہر وہ اس سروس اسٹیشن پر پہنچے تھے۔

"یہ جگہ یاد ہے تمہیں؟" سالار نے گاڑی روکتے ہوئے اس سے پوچھا۔ امامہ نے دھند زدہ اس جگہ کو دیکھا' جہاں کچھ لائٹس دھند اور اندھیرے کا مقابلہ کرنے میں مصروف تھیں۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں۔" اس نے سالار سے کہا۔

"یہ وہ جگہ ہے جہاں تم نے رک کر نماز پڑھی تھی۔" وہ دروازہ کھولتے ہوئے نیچے اتر آیا۔

امامہ نے قدرے حیران نظروں سے اس جگہ کو دوبارہ دیکھنا شروع کیا۔ اب وہ اسے کسی حد تک شناخت کر پا رہی تھی۔ وہ بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ ایک کپکپی اس کے جسم میں دوڑی۔ وہ آج بھی ایک سویٹر اور چادر میں ملبوس تھی۔

وہ کمرا بدل چکا تھا' جہاں انہوں نے بیٹھ کر کبھی چائے پی تھی۔

"چائے اور چکن برگر۔" سالار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس آدمی سے کہا' جو جمائیاں لیتے ہوئے انہیں اندر لے کر آیا تھا اور اب آرڈر کے انتظار میں کھڑا تھا۔ امامہ اس کے آرڈر پر اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"اب کھالو گے؟" وہ جانتا تھا' اس کا اشارہ کس طرف تھا۔ وہ کچھ کہے بغیر مسکرا دیا۔

"لاسٹ ٹائم ہم وہاں بیٹھے تھے۔ تم نے وہاں نماز پڑھی تھی۔"

وہ ہاتھ کے اشارے سے اس کمرے کی مختلف اطراف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ امامہ کو یاد نہیں تھا' کمرے میں جگہ جگہ ٹیبلز اور کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔

فجر کی اذان میں ابھی بہت وقت تھا اور فی الحال اس جگہ پر کام کرنے والے چند آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

اب اس جگہ پر چائے اور برگر اتنے برے نہیں تھے جتنے اس وقت تھے۔ پریزنٹیشن بھی بہت بہتر تھی' لیکن ان دونوں میں سے کوئی نہ ذائقے کو دیکھ رہا تھا نہ پریزنٹیشن کو۔ دونوں اپنے اپنے ماضی کو زندہ کر رہے تھے۔ یہ چند گھونٹ اور چند لقموں کی بات نہیں تھی' زندگی کی بات تھی جو نجانے ریل کی پٹڑیوں کی طرح کہاں کہاں سے گزر کر ایک اسٹیشن پر لے آئی تھی۔ وہ اس مقام پر کھڑے تھے' جہاں ان پٹڑیوں کا کانٹا بدلا تھا۔ دور قریب۔۔۔ ایک دوسرے میں مدغم۔۔۔ اور اب ایک دوسرے کے ساتھ۔

اس راستے پر کچھ نئی یادیں بنی تھیں۔ ان کی شادی کے بعد سڑک کے راستے ان کا پہلا سفر اور ان نئی یادوں نے پرانی یادوں کو دھندلانے کے عمل کا آغاز کر دیا تھا۔

ٹیبل پر بل کے پیسے رکھنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ امامہ نے بھی اس کی پیروی کی۔ سالار نے چلتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ امامہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"امامہ! وہ پسٹل کہاں ہے؟"

وہ عمارت سے باہر آتے ہوئے اس کے سوال پر چونکی۔ اسے کیا یاد آیا تھا' وہ ہنس پڑی۔

"ابو کے پاس ہے۔" اس نے سالار سے کہا۔

"تم واقعی چلا سکتی تھیں؟" سالار نے پتا نہیں کیا یقین دہانی چاہی۔

"ہاں۔" امامہ نے سر ہلایا۔

"لیکن اس میں گولیاں نہیں تھیں۔" وہ اس کے اگلے جملے پر بے اختیار ٹھٹکا۔ "میرے پاس بس پسٹل ہی تھا۔" وہ اطمینان سے کہہ رہی تھی۔

اس نے بے اختیار سانس لیا۔ اس کی آنکھوں میں دھول اس نے جھونکی تھی یا اللہ نے' وہ اندازہ نہیں کر سکا۔ اس پسٹل نے اسے جتنا شاک اور غصہ دلایا تھا اگر اسے اندازہ ہو جاتا کہ وہ بلٹس کے بغیر تھا تو سالار اس دن امامہ کو پولیس کے ہاتھوں ضرور اریسٹ کروا کر آتا۔ وہ پسٹل ہاتھ میں لیے کیوں اتنی پر اعتماد نظر آئی تھی اسے۔۔۔ یہ



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے اب سمجھ میں آیا تھا۔

"تم ڈر گئے تھے۔" امامہ ہنس رہی تھی۔

"نہیں... ڈرا تو نہیں تھا' مگر شاکڈ رہ گیا تھا۔ تم سارا راستہ روتی رہی تھیں۔ میں توقع بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم مجھ پر پسٹل نکال لوگی۔ تمہارے آنسوؤں نے دھوکا دیا مجھے۔"

وہ اب کچھ خفگی سے کہہ رہا تھا۔ امامہ کھلکھلا کر ہنسی۔

وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ بیٹھنے کے بعد بھی جب وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے کے بجائے' ونڈ سکرین سے باہر دیکھتا رہا تو امامہ نے اس سے کہا۔

"گاڑی کیوں نہیں اسٹارٹ کر رہے؟"

"مجھے کیوں یہ خیال نہیں آیا کہ تمہارا پسٹل خالی بھی ہو سکتا ہے۔ کیوں خیال نہیں آیا...؟" وہ جیسے بڑبڑاتا ہوا ایک بار پھر کراہا۔

"اب رونا مت۔" امامہ نے اسے چھیڑا۔ "ویسے کیا کرتے تم اگر تمہیں یہ پتا چل جاتا؟"

"میں سیدھا جا کر پولیس کے حوالے کرتا تمہیں۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شرم نہ آتی؟" امامہ بگڑی۔

"تمہیں آئی تھی' جب تم نے مجھ پر پسٹل نکال لیا تھا' میں محسن تھا تمہارا۔" سالار نے بھی اسی انداز میں کہا۔

"محسن تھے... تم مجھے دھمکا رہے تھے۔"

"جو بھی تھا' کم از کم میں یہ ڈیزرو نہیں کرتا تھا کہ تم گن پوائنٹ پر رکھ لیتیں مجھے۔"

"لیکن میں نے تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا۔" امامہ نے مدافعانہ لہجے میں کہا۔

"تو میں نے کون سا نقصان پہنچایا تھا؟" گاڑی اب دوبارہ مین روڈ پر تھی۔

لاہور کی حدود میں داخل ہونے تک امامہ اس سے ایک بار پھر خفا ہو چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ اگلے دو تین دن تک اسلام آباد کے ٹرانس میں ہی رہی... وہ وہاں جانے سے جتنی خوفزدہ تھی اب وہ خوف یک دم کچھ ختم ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور اس کا حتمی نتیجہ یہ نکلا تھا کہ وہ اب اسلام آباد کے اگلے دورے کی منتظر تھی۔ اس گیسٹ روم کی کھڑکی میں کھڑے سارا دن کس کو' کس وقت دیکھا تھا' وہ اگلے دو تین دن سالار کو بھی بتاتی رہی اور تیسرے دن اس کی تان ایک جملے پر آ کر ٹوٹی تھی۔

"سالار! ہم اسلام آباد میں نہیں رہ سکتے؟"

سالار بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ گود میں رکھے کچھ ای میلز کرنے میں مصروف تھا' جب امامہ نے اس سے پوچھا۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس سے صرف اسلام آباد کی ہی باتیں کر رہی تھی اور سالار بے حد تحمل سے اس کی باتیں سن رہا تھا اور اس کا جواب بھی دے رہا تھا۔

"نہیں۔" اپنے کام میں مصروف سالار نے کہا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میری جاب یہاں ہے۔"

"تم جاب بدل لو۔"



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں بدل سکتا۔" وہ چند لمحے خاموش رہی پھر اس نے کہا۔
"میں اسلام آباد میں نہیں رہ سکتی؟"
اس بار سالار نے بالآخر اسکرین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔
"اس بات کا کیا مطلب ہے؟" اس نے بے حد سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔
"میرا مطلب ہے کہ میں وہاں رہ لوں گی تم ویک اینڈ پر آجایا کرنا۔"
ایک لمحہ کے لیے سالار کو لگا کہ وہ مذاق کر رہی ہے لیکن وہ مذاق نہیں تھا۔
"میں ہر ویک اینڈ پر اسلام آباد نہیں جا سکتا۔" اس نے بے حد تحمل سے اسے بتایا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی۔
سالار دوبارہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔
"تو تم مہینے میں ایک دفعہ آجایا کرو۔"
وہ اس کے جملے سے زیادہ اس کے اطمینان پر ٹھٹکا تھا۔
"بعض دفعہ میں مہینے میں ایک بار بھی نہیں آسکتا۔" اس نے کہا۔
"تو کوئی بات نہیں۔"
"یعنی تمہیں فرق نہیں پڑتا؟" وہ ای میلز کرنا بھول گیا تھا۔
"میں نے یہ تو نہیں کہا۔" امامہ نے بے ساختہ کہا۔ اسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس کے احساسات کو اتنی صفائی سے زبان دے گا۔
"پاپا اور ممی اکیلے ہوتے ہیں وہاں اس۔۔۔" سالار نے اس کی بات کاٹی۔
"وہ وہاں اکیلے نہیں ہوتے۔ عمار اور یسریٰ ہوتے ہیں ان کے پاس' وہ دونوں آج کل پاکستان سے باہر ہیں۔ دوسری بات یہ کہ پاپا اور ممی بڑی سوشل لائف گزار رہے ہیں۔ ان کو تمہاری سروسز کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی مجھے ہے۔" سالار نے بے حد سنجیدگی سے اس سے کہا۔
وہ کچھ دیر خاموش اس کی گود میں پڑے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو گھورتی رہی' پھر بڑبڑائی۔
"میں اسلام آباد میں خوش رہوں گی۔"
"یعنی میرے ساتھ خوش نہیں ہو؟" وہ جز بز ہوا۔
"وہاں زیادہ خوش رہوں گی۔" وہ اب بالآخر صاف صاف اپنی ترجیحات بتا رہی تھی۔
"پاپا ٹھیک کہتے تھے مجھے تمہیں اسلام آباد نہیں لے کر جانا چاہیے تھا۔ ماں باپ کی بات سننی چاہیے۔" وہ بے اختیار پچھتایا۔ "دیکھو! اگر میں تمہیں اسلام آباد بھیج دیتا ہوں تو کتنی دیر رہ سکتی ہو تم وہاں' تمہیں اگلے سال پاکستان سے چلے جانا ہے۔" وہ اسے پیار سے سمجھانے کی ایک اور کوشش کر رہا تھا۔
"تو کوئی بات نہیں' تم پاکستان تو آیا کرو گے نا۔"
سالار کا دل خون ہوا۔ زندگی میں آج تک کسی نے اس کی ذات میں اتنی عدم دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔
"میں امریکا میں رہوں اور میری بیوی یہاں ہو' اتنا ابنارمل لائف اسٹائل نہیں رکھ سکتا میں۔"
اس نے اس بار دو ٹوک انداز میں کہا۔ وہ کچھ دیر چپ رہی پھر چند لمحوں کے بعد سالار نے اس کے کندھے پر بے حد محبت اور ہمدردی سے اپنا ہاتھ رکھا۔
"سالار! تم دوسری شادی کر لو اور دوسری بیوی کو ساتھ لے جانا۔"
اس بار جیسے اس کے حواس غائب ہوئے۔ اگر یہ مذاق تھا۔ تو بے ہودہ تھا اور اگر واقعی تجویز تھی تو بے حد



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سنگدلانہ تھی۔ وہ کئی لمحے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ وہ شادی کے تیسرے ہفتے اسے دوسری شادی کا مشورہ دے رہی تھی تاکہ وہ اپنے ماں باپ کے قریب رہ سکے۔

"سنو! میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔" امامہ نے اس کے تاثرات سے کچھ نروس ہوتے ہوئے اس سے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ سالار نے بڑی بے رخی سے اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"خبردار! آئندہ میرے سامنے تم نے اسلام آباد کا نام بھی لیا اور اپنے احمقانہ مشورے اپنے پاس رکھو۔ اب میرا دماغ چاٹنا بند کرو اور سو جاؤ۔" وہ بری طرح بگڑا تھا۔

اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر وہ بے حد خفگی کے عالم میں بیڈ روم سے نکل گیا تھا۔ امامہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس میں اتنا ناراض ہونے والی کیا بات ہے۔ اس وقت اسے واقعی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اپنے ماں باپ کی محبت میں وہ کتنے احمقانہ انداز میں سوچنے لگی تھی۔

لائٹس آف کر کے اس نے کچھ دیر کے لیے سونے کی کوشش کی' لیکن اسے نیند نہیں آئی۔ اسے بار بار اب سالار کا خیال آ رہا تھا۔ چند لمحے لیٹے رہنے کے بعد وہ یک دم اٹھ کر کمرے سے نکل آئی۔ وہ لاؤنج کا ہیٹر آن کیے' قریب پڑے صوفے پر بیٹھا کام کر رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر ٹھٹکا تھا۔

"اب کیا ہے؟" امامہ کو دیکھتے ہی اس نے بے حد خفگی سے کہا۔

"کچھ نہیں' میں تمہیں دیکھنے آئی تھی۔" وہ اس کے تختی سے پوچھنے کچھ جز بز ہوئی۔

"کافی بنا دوں تمہیں؟" وہ مصالحانہ انداز میں بولی۔

"مجھے ضرورت ہوگی تو میں خود بنا لوں گا۔" وہ اسی انداز میں بولا۔

وہ اس کے قریب صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ کچھ کہے بغیر اس نے سالار کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ یہ ندامت کا اظہار تھا۔ سالار نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا۔ اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے وہ لیپ ٹاپ پر اپنا کام کرتا رہا' لیکن یہ بڑا مشکل تھا۔ وہ اس کے کندھے پر سر ٹکائے اس کے اتنے قریب بیٹھی ہو اور وہ اسے نظر انداز کر دے۔۔۔ کر دیتا اگر صرف اس کی بیوی ہوتی۔۔۔ یہ "امامہ" تھی۔ لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چلتی اس کی انگلیاں تھمنے لگیں' پھر ایک گہرا سانس لے کر وہ بڑبڑایا۔

"اب اس طرح بیٹھو گی تو میں کام کیسے کروں گا؟"

"تم مجھے جانے کا کہہ رہے ہو؟" امامہ نے برا مانا۔

"میں تمہیں جانے کا کہہ سکتا ہوں؟" اس نے اس کا سر چوما۔ "بہت احمقانہ بات کہی تھی تم نے مجھے۔"

"ایسے ہی کہا تھا' مجھے کیا پتا تھا تم اتنی بدتمیزی کرو گے میرے ساتھ؟" وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"بدتمیزی۔۔۔ کیا بدتمیزی کی ہے میں نے۔۔۔؟ تمہیں ایکسکیوز کرنا چاہیے جو کچھ تم نے مجھ سے کہا۔"

وہ سمجھا' وہ ندامت کا اظہار کرنے آئی ہے' لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا تھا۔ امامہ نے بے حد خفگی سے اس کے کندھے سے اپنا سر اوپر اٹھاتے ہوئے اس سے کہا۔

"اب میں ایکسکیوز کیا کروں تم سے۔۔۔؟"

سالار نے اس کی اٹھی ہوئی ٹھوڑی دیکھی۔ کیا مان تھا۔۔۔؟ کیا غرور تھا۔۔۔؟ جیسے وہ اس سے یہ تو کروا ہی نہیں سکتا تھا۔

"ایکسکیوز کروں تم سے؟" خفا سی آنکھوں اور اٹھی ٹھوڑی کے ساتھ وہ پھر پوچھ رہی تھی۔

سالار نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جھک کر اس کی ٹھوڑی کو چوما' یہ مان اسے ہی رکھنا تھا۔ وہ اس کا سر جھکا



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھنے کا خواہش مند نہیں تھا۔

"نہیں، تم سے ایکسکیوز کروا کر کیا کروں گا میں۔"

وہ بے حد نرمی سے اس کی ٹھوڑی کو دوبارہ چومتے ہوئے بولا۔

امامہ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ کیا غرور تھا جو اس کی آنکھوں میں جھلکا تھا۔ ہاں، وہ کیسے اس سے یہ کہہ سکتا تھا۔ اس سے الگ ہوتے ہوئے اس نے سالار سے کہا۔

"اچھا اب تم ایکسکیوز کرو مجھ سے کیونکہ تم نے بدتمیزی کی ہے۔"

وہ اب اطمینان سے مطالبہ کر رہی تھی، وہ مسکرا دیا۔ وہ معترف سے اعتراف چاہتی تھی۔

"آئی ایم سوری۔" سالار نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں، اب آئندہ تم یہ نہ کہنا کہ میں اسلام آباد کی بات نہ کروں۔" وہ بے حد فیاضانہ انداز میں اس کی معذرت قبول کرتے ہوئے بولی۔

سالار کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیلی تو سارا مسئلہ اسلام آباد کا تھا۔ اسے شاید یہ خدشہ ہو گیا تھا کہ وہ دوبارہ اسے وہاں نہیں لے کر جائے گا اور وہ اسی خدشے کے تحت اس کے پاس آئی تھی۔ کیا اندازِ دلبری تھا، وہاں اس کے لیے کچھ نہیں تھا۔ جو بھی تھا، کسی کے طفیل تھا۔ وہ ہنس پڑا۔

"کیا ہوا؟" اس نے الجھ کر سالار کو دیکھا۔

"کچھ نہیں۔" سالار نے ذرا سا آگے جھکتے ہوئے بڑی نرمی اور محبت سے اسے اس طرح گلے لگا کر اس کا سر اور ماتھا چوما، جس طرح وہ روز آفس سے آنے کے بعد دروازے پر اسے دیکھ کر کرتا تھا۔

"گڈ نائٹ۔" وہ اب اسے خدا حافظ کہہ رہا تھا۔

"گڈ نائٹ۔" وہ اپنی شال لپیٹتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

بیڈ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اس نے گردن موڑ کر سالار کو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ الوداعیہ انداز میں مسکرا دی، وہ بھی جواباً مسکرایا تھا۔ امامہ نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ بہت دیر تک اس بند دروازے کو دیکھتا رہا۔

یہ عورت جس مرد کی زندگی میں بھی ہوتی، وہ خوش قسمت ہوتا لیکن وہ خوش قسمت نہیں تھا۔ "خوش قسمتی" کی ضرورت کہاں رہ گئی تھی اسے!

☼ ☼ ☼

"حبیب صاحب کی بیوی نے کئی چکر لگائے میرے گھر کے... ہر بار کچھ نہ کچھ لے کر آتی تھیں آمنہ کے لیے۔ کہتی تھیں ہمیں جہیز نہیں چاہیے، بس آمنہ کا رشتہ دے دیں۔ کہتی کیا تھیں بلکہ منتیں کرتی تھیں... امامہ کے دفتر اپنے بیٹے کو بھی لے گئیں ایک دن... بیٹا بھی خود آیا ماں کے ساتھ ہمارے گھر... بچپن سے پلا بڑھا تھا میری نظروں کے سامنے۔"

وہ صحن میں چارپائی پر بیٹھا سر جھکائے، سرخ اینٹوں کے فرش پر نظریں جمائے سعیدہ اماں کی گفتگو پچھلے آدھے گھنٹے سے اسی خاموشی کے ساتھ سن رہا تھا۔ اس کی خاموشی سعیدہ اماں کو بری طرح تپا رہی تھی۔ کم بخت نہ ہوں نہ ہاں، کچھ بولتا ہی نہیں۔ مجال ہے ایک بار ہی کہہ دے کہ آپ نے اپنی بچی کی شادی میرے ساتھ کر کے میری بڑی عزت افزائی کی یا یہی کہہ دے کہ بہت گنوں والی ہے آپ کی بچی۔ وہ باتوں کے دوران مسلسل کھول رہی تھیں۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اتوار کا دن تھا اور وہ امامہ کے ساتھ صبح باقی کا سامان ٹھکانے لگانے آیا تھا۔ وہ الیکٹرونکس اور دوسرے سامان کو کچھ چیریٹی اداروں میں بھجوانے کا انتظام کر کے آیا تھا۔ امامہ نے اس بار اعتراض نہیں کیا تھا لیکن سعیدہ اماں کو ان دونوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ سامان ان کے گھر نہیں، کہیں اور بھجوایا جا رہا ہے۔

سہ پہر ہو رہی تھی اور وہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر وہیں دھوپ میں صحن میں بچھی ایک چارپائی پر بیٹھ گیا تھا۔ امامہ اندر کچن میں افطاری اور کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ انہیں آج افطاری وہیں کرنی تھی۔

دھوپ کی وجہ سے سالار نے اپنا سویٹر اتار کر چارپائی کے ایک کونے پہ رکھ دیا تھا۔ جینز کی جیب میں رکھا ایک رومال نکال کر اس نے چہرے پر آئی ہلکی سی نمی کو پونچھا۔ یہ امامہ کے رشتے کی چوتھی داستان تھی، جو وہ سن رہا تھا۔

بیسن کو برتن میں گھولتے ہوئے امامہ نے صحن میں کھلنے والی کچن کی کھڑکی سے سالار کو دیکھا اسے اس پر ترس آیا۔ وہ کچن میں سعیدہ اماں کی ساری گفتگو سن سکتی تھی اور وہ گفتگو کس حد تک "قابل اعتراض" ہو رہی تھی، وہ اس کا اندازہ کر رہی تھی۔ تین دفعہ اس نے مختلف بہانوں سے سعیدہ اماں کو آ کر ٹالنے کی کوشش کی گفتگو کا موضوع بدلا لیکن جیسے ہی وہ کچن میں آتی، باہر صحن میں پھر وہی گفتگو شروع ہو جاتی۔

"اونچا لمبا جوان ہے۔ قد تم سے کچھ آدھ فٹ زیادہ ہی ہو گا۔"

حبیب صاحب کے بیٹے کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سعیدہ اماں مبالغے کی آخری حدوں کو چھو رہی تھیں۔ سالار کا اپنا قد چھ فٹ دو انچ کے برابر تھا اور آدھ فٹ ہونے کا مطلب تقریباً "پونے سات فٹ تھا، جو کم از کم لاہور میں پایا جانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

"اماں! زیرہ نہیں مل رہا مجھے۔" امامہ نے کھڑکی سے جھانکتے ہوئے سعیدہ اماں کو کہا۔

اس کے علاوہ اب اور کوئی بھی چارہ نہیں تھا کہ وہ انہیں اندر بلا لیتی۔

"ارے بیٹا! ادھر ہی ہے جدھر ہمیشہ ہوتا ہے۔ زیرے نے کہاں جانا ہے۔" سعیدہ اماں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

امامہ نے زیرے کی ڈبیا کو سبزی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر اس نے سعیدہ اماں کو زیرے کی تلاش میں مصروف رکھنا تھا، پھر بعد میں کچھ اور کام سونپ دیتی انہیں، وہ پلان کر رہی تھی۔

"مولوی صاحب سے دم والا پانی لا کر دوں گی تمہیں... وہی پلانا... اس سے دل موم ہو گا اس کا۔"

سعیدہ اماں نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے جو کچھ کہا، وہ نہ صرف امامہ نے، بلکہ باہر صحن میں بیٹھے سالار نے بھی سنا تھا۔

"کیوں... کیا ہوا...؟" امامہ نے چونک کر پوچھا۔ وہ آلو کاٹ کر بیسن میں ڈال رہی تھی۔

"کیسا پتھر دل ہے اس کا... مجال ہے کسی بھی بات میں ہاں میں ہاں ملائے۔" وہ دل گرفتہ ہو رہی تھیں۔

"اماں! اب آپ اس طرح کی باتیں کریں گی تو وہ کیسے ہاں میں ہاں ملائے گا۔ آپ نہ کیا کریں اس طرح کی باتیں، اسے برا لگتا ہو گا۔" امامہ نے دبی آواز میں سعیدہ اماں کو منع کیا۔

"کیوں نہ کروں، اسے بھی تو پتا چلے کوئی فالتو چیز نہیں تھی ہماری بچی... لاکھوں میں ایک، جسے ہم نے بیاہا ہے اس کے ساتھ... یہ زیرہ کہاں گیا...؟" سعیدہ اماں بات کرتے ہوئے ساتھ زیرے کی ڈبیا کی گمشدگی پر پریشان ہونے لگیں۔

"میں نے آپ سے کہا ہے نا! اب وہ ٹھیک ہے میرے ساتھ۔" امامہ نے اماں کو سمجھایا۔

"تو بڑی صابر ہے بیٹا... میں جانتی نہیں ہوں کیا... بات تو کرتا نہیں میرے سامنے تجھ سے... بعد میں کیا کرتا ہو گا۔" سعیدہ اماں قائل نہیں ہوئی تھیں۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

صحن میں چارپائی پر بیٹھے سالار نے جوتے اتار دیے۔ سویٹر کو سر کے نیچے رکھتے ہوئے وہ چارپائی پر چت لیٹ گیا۔ اندر سے امامہ اور سعیدہ اماں کی باتوں کی آواز اب بھی آرہی تھی لیکن سالار نے ان آوازوں سے توجہ ہٹالی۔ وہ سرخ اینٹوں کی دیوار پر چڑھی سبز پتوں والی بیلیں دیکھ رہا تھا۔ دھوپ اب کچھ ڈھلنے لگی تھی مگر اس میں اب بھی تمازت تھی۔ برابر کے کسی گھر کی چھت سے چند کبوتر اڑ کر صحن کے اوپر سے گزرے۔ ان میں سے ایک کبوتر کچھ دیر کے لیے صحن کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ ایک طویل عرصے کے بعد اس نے دھوپ میں ایسا سکون پایا تھا۔ دھوپ میں سکون نہیں تھا' زندگی میں سکون تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ پھر چند لمحوں کے بعد چونک کر آنکھیں کھولیں۔ وہ بڑے غیر محسوس انداز میں اس کے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر اس نے کچھ معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"گردن تھک جاتی اس طرح تمہاری۔" اس نے سالار کا سویٹر نکالتے ہوئے کہا۔

سالار نے کچھ کہے بغیر تکیہ سر کے نیچے لے لیا۔ وہ اس کا سویٹر تہہ کرتے ہوئے۔ اپنے بازو پر ڈالتے اندر چلی گئی۔ ایسی ناز برداری کا کہاں سوچا تھا اس نے۔۔۔ اور وہ ایسی ناز برداری چاہتا بھی کہاں تھا اس سے۔۔۔ ساتھ کی خواہش تھی وہ مل گیا تھا۔۔۔ کچھ اور ملتا نہ ملتا۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔

"سو گیا ہے کیا؟" سعیدہ اماں نے کھڑکی سے اسے دیکھتے ہوئے اندر آتی امامہ سے پوچھا۔

"جی' سو رہا ہے۔"

"اچھا میں نے تو سوچا تھا ابھی اور تھوڑا سا سمجھاؤں گی اسے' یہ سو کیوں گیا؟"

سعیدہ اماں کو مایوسی اور تشویش ایک ساتھ ہوئی تھی۔

"تھک گیا ہے اماں۔۔۔ آپ نے دیکھا تو ہے کتنا کام کیا ہے اس نے۔۔۔ مزدوروں کے ساتھ مل کر سامان اٹھوایا' کل بھی گھر میں کام کروا تا رہا ہے۔ آج کل بینک میں بھی بہت مصروف رہتا ہے۔" امامہ مدھم آواز میں اماں کو بتاتی گئی۔

اس نے کچن کی کھڑکی بند کردی تھی۔ سالار کی نیند کتنی کچی تھی' اسے اندازہ تھا۔

"ہاں! لیکن۔۔۔" امامہ نے بے اختیار سعیدہ اماں کو آہستہ سے ٹوکا۔

"اماں! آہستہ بات کریں' وہ اٹھ جائے گا پھر۔"

"دیکھ' تجھے کتنا خیال ہے اس کا۔۔۔ اور ایک وہ ہے۔" سعیدہ اماں رنجیدہ ہوئیں۔

امامہ اب بری طرح پچھتا رہی تھی۔ سالار کے بارے میں وہ سعیدہ اماں سے اس طرح کی غیبت نہ کرتی تو سعیدہ اماں اسے "قابل اعتبار" سمجھتیں۔ اب مسئلہ یہ ہو رہا تھا کہ سعیدہ اماں کو اس کی لاکھ یقین دہانیوں کے باوجود بیٹھے بٹھائے سالار کی پہلی بیوی کے حوالے سے پتا نہیں کیا کیا خدشات ستاتے رہتے' انہیں جیسے یقین تھا کہ امامہ ان سے ضرور کچھ چھپانے لگی ہے۔ وہ سالار کے ساتھ اتنی خوش نہیں تھی' جتنا وہ ظاہر کرتی تھی' اور اس تاثر کی بنیادی وجہ سالار کی وہ مکمل خاموشی تھی' جو وہ سعیدہ اماں کی امامہ کے سلسلے میں کی جانے والی باتوں پر اختیار کرتا تھا۔ سالار کی خاموشی کی وجہ اس گفتگو کی نوعیت تھی' جو سعیدہ اماں اس سے کرتی تھیں۔

ایک چیز جو امامہ نے اس ساری صورت حال میں سیکھی تھی' وہ یہ تھی کہ اسے اپنے شوہر کے بارے میں' کبھی کسی دوسرے سے کوئی شکایت نہیں کرنی۔ اس کی زبان سے نکلے ہوئے کچھ لفظ اب اسی پر بہت بھاری پڑ رہے تھے۔

"بس افطار اور کھانے کے لیے یہی کچھ۔۔۔ میں نے کتنا سامان منگوایا ہے۔ بیٹا! دو چار کھانے تو بناؤ' میں نے کہا



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی تھا ساتھ والوں کی نبیلہ کو بلا لو۔" امامہ نے سعیدہ اماں کو ٹوکتے ہوئے کہا جو کچن میں کھانے کے سامان کو تیار ہوتا دیکھ کر چونکیں۔ وہاں مہمان داری کے کوئی انتظامات نظر نہیں آرہے تھے۔

"اماں! سالار نے منع کیا ہے۔ وہ نہیں کھاتا یہ چیزیں۔" امامہ نے چاول نکالتے ہوئے کہا۔

"پہلے اس کو کوئی پکا کر دینے والا نہیں تھا لیکن اب ہے نا۔"

"پکا کر دینے والا ہوتا تو تب بھی نہ کھاتا۔ اماں وہ کھانے پینے کا شوق نہیں ہے۔"

"کسی بھی چیز کا شوق نہیں ہے اسے؟"

"کسی بھی چیز۔۔۔؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"اماں، جھینگے وغیرہ پسند ہیں اسے، لیکن اب اس وقت وہ تو نہیں کھلا سکتی نا میں اسے۔ آپ کو تو پتا ہے مجھے کتنی گھن آتی ہے اس طرح کی چیزوں سے۔" امامہ نے اماں کو بتایا۔

"لیکن اگر اسے پسند ہے تو بنا دیا کر بیٹا!" امامہ نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ "ہاں" آسان نہیں تھی اور "نہ" کا مطلب سعیدہ اماں کا ایک لمبا لیکچر سننا تھا۔

☼ ☼ ☼

خون کہاں سے نکل رہا تھا، وہ اندازہ نہیں کر سکا لیکن اس کے ہاتھوں پر خون لگا ہوا تھا۔ وہ ہتھیلیوں کو تکلیف اور خوف کے عالم میں دیکھ رہا تھا، پھر اس نے جھک کر اپنے سفید لباس کو دیکھا۔ اس کا لباس بے داغ تھا۔ پھر ہاتھوں پر لگا ہوا خون۔۔۔ اور جسم میں ہونے والی یہ تکلیف۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اس کی ہتھیلیوں سے خون کے چند قطرے اس کی سفید قمیص کے دامن پر گرے۔

"سالار! عصر کا وقت جا رہا ہے، نماز پڑھ لو۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔

امامہ اس کے پاس کھڑی، اس کا کندھا ہلاتے ہوئے، اسے جگا رہی تھی۔

سالار نے چاروں طرف دیکھا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو، اس کی ہتھیلیاں صاف تھیں۔ اس کا سانس بے ترتیب تھا، امامہ اس کا کندھا ہلا کر چلی گئی تھی۔ سالار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ خواب تھا، جو وہ دیکھ رہا تھا۔ چارپائی پر بیٹھے، اس نے خواب کو یاد کرتے ہوئے کچھ آیات کی تلاوت شروع کر دی۔ وہ بہت عرصے کے بعد کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہا تھا۔ صحن کی دھوپ اب ڈھل چکی تھی۔ اس نے بے اختیار اپنی گھڑی پر وقت دیکھا، عصر کی جماعت کا وقت نکل چکا تھا۔ اسے اب گھر میں ہی نماز پڑھنی تھی۔ اپنی جرابیں اتارتے ہوئے بھی وہ خواب کے بارے میں سوچ کر پریشان ہوتا رہا۔ امامہ تب تک اس کا سویٹر اور وضو کرنے کے لیے اندر سے چپل لے آئی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اسے سویٹر دیتے ہوئے امامہ نے پہلی بار اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس کا چہرہ اسے کچھ سرخ لگا تھا۔ اس نے سالار کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کا ٹمپریچر چیک کیا۔

"بخار نہیں ہے، دھوپ میں سونے کی وجہ سے لگا ہو گا۔"

سالار نے سویٹر پہنتے ہوئے اس سے کہا۔ امامہ کو وہ کسی گہری سوچ میں لگا۔

☼ ☼ ☼

## بیت العنکبوت

وہ اس ہفتے پھر اسے اپنے ساتھ کراچی لے کر گیا لیکن اس بار وہ رات کی فلائٹ سے واپس آگئے تھے۔ پہلے کی



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

طرح اس بار بھی وہ اسی ہوٹل میں رہے۔ سالار اپنے آفس میں مصروف رہا' جبکہ وہ انیتا کے ساتھ گھومتی پھرتی رہی۔

سالار سے اس کی دوبارہ ملاقات اسی طرح رات فلائٹ سے پہلے ہوئی تھی' وہ کچھ چپ تھی۔ سالار نے نوٹس کیا تھا مگر اس کے ساتھ اس فلائٹ میں اس کے بینک کے کچھ غیر ملکی عہدے داران بھی سفر کر رہے تھے۔ وہ لاؤنج میں ان کے ساتھ مصروف رہا۔ فلائٹ میں بھی وہ سیٹ بدل کر ان کے پاس چلا گیا۔

امامہ سے اس کو بات کرنے کا موقع ایرپورٹ سے واپسی پر ملا تھا۔ کار پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے امامہ سے پہلا سوال یہی کیا تھا۔

"تم اتنی خاموش کیوں ہو؟"

"کس سے باتیں کروں... اپنے آپ سے؟ تم تو مصروف تھے۔" امامہ نے جواباً کہا۔

"چلو اب بات کرو۔" سالار نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کیسا رہا آج کا دن؟"

"بس ٹھیک تھا۔"

"بس ٹھیک تھا... کہاں گئی تھیں آج تم؟"

اس نے سالار کو ان دو تین جگہوں کے نام بتائے' جہاں وہ انیتا کے ساتھ گئی تھی مگر سالار کو اس کے انداز میں جوش کا وہ عنصر اب نظر نہیں آیا تھا جو پچھلی بار تھا۔

"تمہاری پے کتنی ہے سالار؟" وہ چند لمحوں کے لیے ٹھٹکا۔

وہ بے حد سنجیدہ تھی۔ وہ بے اختیار ہنس دیا۔ فوری طور پر اس سوال کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"نو کمنٹس۔"

"میں سیریس ہوں۔"

"میں بھی سیریس ہوں۔ میں شوہر ہوں تمہارا' لیکن بے وقوف نہیں ہوں۔"

"جس اپارٹمنٹ میں ہم رہ رہے ہیں' وہ تمہارا ذاتی ہے؟"

اگلے سوال نے سالار کو اور حیران کیا تھا۔ وہ اب بھی بے حد سنجیدہ تھی۔

"نہیں' یہ رینٹڈ ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو یہ سب کچھ...؟"

اپنے جواب پر اسے امامہ کے چہرے پر مایوسی اتنی صاف نظر آئی کہ وہ بھی یک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔ میں سمجھ رہی تھی' تمہارا اپنا ہو گا۔"

وہ اب اسے کچھ سوچتی ہوئی لگی۔ سالار بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ تم نے مجھے جو پیسے دیے ہیں' اس سے کوئی پلاٹ لے لیں۔"

"امامہ... کیا پرابلم ہے؟" سالار نے اس بار اس کے کندھوں کے گرد اپنا بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی پرابلم نہیں ہے' اپنا گھر تو بنانا چاہیے نا ہمیں۔" وہ اب بھی سنجیدہ تھی۔

"تم انیتا کا گھر دیکھ کر آئی ہو؟" ایک جھماکے کی طرح سالار کو ایک خیال آیا تھا۔ انیتا کچھ عرصے تک اپنے نئے گھر میں شفٹ ہونے والی تھی اور ان دنوں اس کے گھر کا انٹیریر ہو رہا تھا۔

"ہاں۔" امامہ نے سر ہلایا' سالار نے گہرا سانس لیا۔ اس کا اندازہ ٹھیک نکلا تھا۔

"بہت اچھا گھر ہے نا اس کا؟" وہ اب سالار سے کہہ رہی تھی۔ اس کے لہجے میں بے حد اشتیاق تھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں اچھا ہے۔" سالار نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

چار کنال پر محیط انیتا کے گھر کو کراچی کے ایک معروف آرکیٹکچر نے ڈیزائن کیا تھا۔ اس کے برے ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"تم نے سوئمنگ پول کی بوٹ دیکھی ہے؟"

"نہیں میں نے کافی مہینوں پہلے اس کا گھر دیکھا تھا تب انٹیریر شروع نہیں ہوا تھا۔"

"ویسے سوئمنگ پول میں بوٹ کا کیا کام؟"

"اصلی والی نہیں ہے، چھوٹی سی ہے، لکڑی کی لگتی ہے لیکن کسی اور مٹیریل کی ہے۔ اس پر ایک چھوٹی سی ونڈمل ہے اور وہ ہوا سے اس سارے سوئمنگ پول میں حرکت کرتی رہتی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھتا اس کی بات سنتا رہا۔ وہ اسے اس کشتی کی ایک ایک چیز بتا رہی تھی۔

"انیتا نے بڑا ظلم کیا ہے مجھ پر۔" اس کے خاموش ہونے پر سالار نے کہا۔

"کیوں؟" وہ چونکی۔

"میری شادی کے تیسرے ہی ہفتے میری بیوی کو اپنا گھر دکھا دیا۔" وہ بڑبڑایا۔

"کہیں زمین خرید لیتے ہیں سالار!" امامہ نے اس کی بات نظر انداز کی۔

"امامہ! میرے پاس دو پلاٹ ہیں، پاپا نے دیے ہیں۔ اسلام آباد میں تو گھر بنانا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ جب بنانا ہوگا، بنا لیں گے۔" سالار نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

وہ یکدم پرجوش ہوئی۔ "کتنے بڑے پلاٹ ہیں؟"

"دس دس مرلے کے ہیں۔"

"بس...؟ کم از کم ایک، دو کنال تو ہونا چاہیے۔" وہ مایوس سی ہوئی تھی۔

"ہاں، دس مرلے کم ہے۔ دو کنال تو ہونا ہی چاہیے۔" سالار نے تائید کی۔

"نہیں، دو نہ ہو۔ ایک ہی ہو جائے۔ ایک بھی بہت ہے... اس میں ایک سبزیوں کا فارم بنائیں گے، جانور بھی رکھیں گے۔ ایک سمر ہاؤس بنائیں گے، ایک گزیبو بنائیں گے اور ایک فش فارم بھی بنا لیں گے۔"

سالار کو لگا کہ امامہ کو جگہ کا اندازہ کرنے میں غلطی ہوئی تھی۔

"ایک کنال میں یہ سب کچھ نہیں بن سکتا امامہ!" اس نے مدھم آواز میں اس سے کہا، وہ چونکی۔

"لیکن میں تو ایکڑ کی بات کر رہی تھی۔"

وہ چند لمحے بھونچکا سا رہ گیا۔

"اسلام آباد میں تمہیں ایکڑز میں زمین کہاں سے ملے گی؟" چند لمحوں کے بعد اس نے سنبھل کر کہا۔

"اسلام آباد سے باہر تو مل سکتی ہے نا؟" امامہ سنجیدہ تھی۔

"تم پھر گھر نہ کہو، یہ کہو کہ فارم ہاؤس بنانا چاہتی ہو تم۔"

"نہیں، فارم ہاؤس نہیں، ایک بڑی سی کھلی سی جگہ پر ایک چھوٹا سا گھر... جیسے کوئی وادی... اس طرح کی وادی میں گھر۔"

"پاپا کا بھی ایک فارم ہاؤس ہے، کبھی کبھار جاتے ہیں ہم لوگ... تمہیں بھی لے جاؤں گا وہاں۔" سالار نے اسے پھر ٹالا۔

"میں فارم ہاؤس کی بات نہیں کر رہی، اصلی والے گھر کی بات کر رہی ہوں۔" امامہ اب بھی اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جس طرح کا میرا پروفیشن ہے امامہ! اس میں میں فارم ہاؤس یا شہر سے باہر رہائش رکھنا افورڈ نہیں کر سکتا۔ کم از کم جب تک میں کام کر رہا ہوں' تب تک مجھے بڑے شہروں میں رہنا ہے اور بڑے شہروں میں اب بہت مشکل ہے' ایکڑز میں شہر کے اندر کوئی گھر بنانا۔ یہ تمہارے ان رومانٹک ناولز میں ہو سکتا ہے' لیکن ریئل لائف میں نہیں' جو چیز ممکن اور پریکٹیکل ہے وہ یہ ہے کہ چند سالوں کے بعد کوئی لگژری فلیٹ لے لیا جائے یا دو چار کنال کا کوئی گھر بنا لیا جائے یا چلو پانچ چھ کنال بھی ہو سکتا ہے' لیکن کسی اچھی جگہ پر اس سے بڑا گھر افورڈ ایبل نہیں ہو گا۔ ہاں! یہ ضرور کر سکتا ہوں کہ پانچ دس سال بعد لاہور یا اسلام آباد سے باہر کہیں ایک فارم ہاؤس بنا لیا جائے' لیکن میں جانتا ہوں' بیس یا تیس سال میں ہم دس یا بیس بار سے زیادہ نہیں جا پائیں گے وہاں وہ بھی چند دنوں کے لیے' لیکن وہ ایک سفید ہاتھی ثابت ہو گا ہمارے لیے' جس پر ہر ماہ ہمارے اخراجات ہوں گے۔"

سالار کو اندازہ نہیں ہوا کہ اس نے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی صاف گوئی کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ امامہ کا رنگ کچھ پھیکا سا پڑ گیا تھا۔ وہ حقیقت تھی' جو وہ اسے دکھا رہا تھا۔ سالار نے اسے دوبارہ بولتے نہیں دیکھا۔ گھر پہنچنے تک وہ خاموش رہی اور پورا راستہ اس کی خاموشی اسے چبھی تھی۔

"اچھا ہم گھر کا ایک اسکیچ بناؤ' میں دیکھوں گا اگر فیزیبل ہوا تو بنایا جا سکتا ہے۔"

یہ اس نے سونے سے پہلے سرسری انداز میں امامہ سے کہا تھا اور ایک سیکنڈ میں امامہ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوتے دیکھا۔ ایک چھوٹی سی بات اسے اتنا خوش کر دے گی' اسے اس کا اندازہ نہیں تھا۔ سحری کے وقت وہ جب الارم کی آواز پر اٹھا تو وہ بستر میں نہیں تھی۔

"تم آج پہلے اٹھ گئیں۔"

وہ کچن میں کام کر رہی تھی' جب سالار سحری کے لیے وہاں گیا۔ وہ جواب دینے کے بجائے مسکرائی تھی۔ سالار کو حیرت ہوئی' آج اس نے سحری ختم کرنے میں بڑی عجلت دکھائی تھی اور کیوں دکھائی تھی' یہ راز زیادہ دیر تک راز نہیں رہا تھا۔ کھانا ختم کرتے ہی وہ اپنی اسکیچ بک اٹھا لائی تھی۔

"یہ میں نے اسکیچ کر لیا ہے' جس طرح کا گھر میں کہہ رہی تھی۔"

سحری کرتے ہوئے سالار بری طرح چونکا تھا۔ وہ اپنی کسی ہدایت پر اتنے فوری عمل درآمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ وہ اسکیچ بک اس کے سامنے کھولے بیٹھی تھی۔ ٹشو سے ہاتھ پونچھتے ہوئے اس اسکیچ بک کو تھامے سالار نے ایک نظر اس پر ڈالی اور دوسری اس گھر پر' جو سامنے اسکیچ میں نظر آ رہا تھا۔ گھر سے زیادہ اسے ایک اسٹیٹ کہنا زیادہ بہتر تھا۔ اس نے گھر میں ہر وہ چیز شامل کی تھی' جس کا ذکر اس نے اس سے رات کو کیا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ پہلے وہ اسے زبانی بتا رہی تھی' اب وہی سب کچھ ایک ڈرائنگ کی شکل میں اس کے سامنے تھا۔

پہاڑوں کے دامن میں' کھلے سبزے میں' ایک چھوٹا سا گھر' جس کے سامنے ایک جھیل تھی اور اس کے اردگرد وہ چھوٹے چھوٹے اسٹرکچرز تھے' جس کا وہ ذکر کر رہی تھی' گزیبو اور سمر ہاؤس۔ اس نے اپنے اسکیچز کو کلر بھی کیا ہوا تھا۔

"اور یہ آگے بھی ہے۔۔۔" اس نے سالار کو اسکیچ بک بند کرتے دیکھ کر جلدی سے اگلا صفحہ پلٹ دیا۔

وہ اس کے گھر کا یقیناً "عقبی حصہ تھا' جہاں پر ایک اصطبل اور پرندوں کی مختلف قسم کی رہائش گاہیں بنائی گئی تھیں۔ اس میں وہ فش فارم بھی تھا' جس کا وہ رات کو ذکر کر رہی تھی۔

"تم رات کو سوئی نہیں؟" اسکیچ بک بند کرتے ہوئے سالار نے اس سے پوچھا۔

وہ اسکیچز گھنٹوں کی محنت کے بغیر نہیں بن سکتے تھے۔ امامہ کو اس تبصرے نے جیسے مایوس کیا۔ وہ اسکیچز دیکھنے پر سالار سے کسی اور بات کے سننے کی توقع کر رہی تھی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا ہے نا؟" اس نے سالار کے سوال کا جواب دیے بغیر کہا۔

کانٹا ہاتھ میں لیے وہ بہت دیر تک اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ جو اس کے لیے گھر تھا' وہ اس کے لیے اب بھی فارم ہاؤس ہی تھا اور آسان نہیں تھا لیکن وہ ایک بار پھر اس بات پر بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"بہت اچھا ہے۔" ایک لمبی سی خاموشی کے بعد کہے جانے والے اس جملے پر وہ بے اختیار کھل اٹھی تھی۔

"تمہارے دونوں پلاٹس بیچ کر ہم کسی جگہ پر' ذرا بڑی جگہ۔۔۔"

"ذرا بڑی جگہ۔۔۔؟ ایک ایکڑ کی بات کر رہی ہو کم از کم تم۔۔۔ اور زمین تو چلو کسی نہ کسی طرح آ ہی جائے گی لیکن اس گھر کی مینٹیننس کے اخراجات۔۔۔ ویل۔۔۔ مجھے کم از کم کروڑ پتی ہو کر مرنا پڑے گا اگر ارب پتی نہیں تو۔۔۔" سالار نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

امامہ نے بے حد خفگی سے اسکیچ بک بند کر دی۔

"ٹھیک ہے' میں نہیں کروں گی اب گھر کی بات۔"

وہ پلک جھپکتے میں اٹھ کر اپنی سکیچ بک کے ساتھ غائب ہو گئی تھی۔

وہ کانٹا ہاتھ میں پکڑے بیٹھا رہ گیا۔ یہ ایک بے حد مضحکہ خیز صورت حال تھی جس کا وہ سامنا کر رہا تھا۔ سالار سحری ختم کر کے بیڈ روم میں آ گیا۔ امامہ صوفے پر اسکیچ بک کھولے بیٹھی تھی۔ سالار کو دیکھ کر اس نے اسکیچ بک بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

"اگر تمہیں فوری طور پر گھر چاہیے تو میں خرید دیتا ہوں تمہیں۔"

اس نے بے حد سنجیدگی سے اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس طرح کا گھر چاہیے۔" اس نے پھر اسکیچ بک اٹھالی۔

"ایک ایکڑ ہو یا نہ ہو' لیکن ایسا ایک بنا دوں گا میں تمہیں۔ وعدہ۔ لیکن اب یہ ہوم سکنیس کو اپنے سر سے اتار دو۔"

وہ امامہ کا کاندھا تھپکتے ہوئے اٹھ گیا۔

وہ بے اختیار مطمئن ہو گئی۔ وعدہ کا لفظ کافی تھا فی الحال اس کے لیے۔۔۔ "وعدہ" کو "گھر" بنانا زیادہ مشکل نہ ہوتا اس کے لیے۔

☼ ☼ ☼

ماہ رمضان کے باقی دن بھی اسی طرح گزرے تھے۔ عید کے فوراً بعد سالار کا بینک کوئی نیا انوسٹمنٹ پلان لانچ کرنے والا تھا اور وہ ان دنوں اسی سلسلے میں بے حد مصروف رہا تھا۔ امامہ کے لیے مصروفیت کا دائرہ گھر سے شروع ہو کر گھر پر ہی ختم ہو جاتا تھا۔ وہ اسے دن میں دو تین بار بینک سے چند منٹ کے لیے کال کر کے' حال احوال پوچھتا اور فون رکھ دیتا۔

امامہ کا خیال تھا' وہ وقتی طور پر مصروف ہے' اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ وقتی طور پر اپنی مصروفیت کو حتی الامکان کم کیے ہوئے تھا۔

بازاروں میں عید کی تیاریوں کی وجہ سے رش بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اپنی مصروفیت کے باوجود اسے رات کو ایک آدھ گھنٹے کے لیے باہر لے جایا کرتا تھا۔ دونوں کافی پیتے' بعض دفعہ گاڑی میں بیٹھے رہتے یا ونڈو شاپنگ کرتے' بے مقصد باتیں کرتے۔ وہ روزانہ رات کو اس ایک گھنٹے کا انتظار کرتی تھی۔ وہ ایک گھنٹہ اس کی زندگی کی وہ کھڑکی تھی' جس سے باہر جھانکنا اسے پسند تھا اور سالار اس سے واقف تھا۔

وہ دنیا جس پر وہ سرسری نظر ڈال کر آگے بڑھ جاتا تھا' وہ امامہ کے لیے اتنے سالوں کے بعد ایک فینٹسی ورلڈ کی



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ لاہور کی سڑکوں' چوکوں اور مارکیٹوں میں پہلے کیا تھا اور اب کیا نہیں ہے۔ سالار نے اس پر کبھی غور نہیں کیا تھا اور وہ ہر بار کسی نئی چیز کو دیکھ کر بڑے نوسٹیلجک انداز میں اس کو بتاتی کہ کئی سال پہلے جب وہ وہاں آئی تھی تو وہاں کون سی چیز کیسے ہوا کرتی تھی۔

وہ اس کا چہرہ دیکھتا' خاموشی سے اس کی باتیں سنتا تھا۔ وہ جیسے اس سے زیادہ خود کو بتا رہی ہوتی تھی۔ کولمبس کی طرح وہ پہلے سے موجود دنیا کو پھر سے دریافت کر رہی تھی اور وہ خوش تھی کہ کہیں نہ کہیں خوشی کا ایک احساس اب اس کے ہمراہ رہنے لگا ہے۔ اسے حیرت ہوتی تھی کہ وہ سالار کے ساتھ کیونکر خوش ہے اور وہ بھی اتنی آسانی کے ساتھ؟

اس کے لیے اسے اتنی جلدی قبول کرنا' اتنا آسان کیسے ہو گیا تھا۔ اتنی جلدی سب کچھ بھول جانا اور اس سے آگے وہ اپنی سوچ کے سارے دروازے بند کر لیتی تھی۔ جو کچھ وہ پیچھے چھوڑ آئی تھی' وہ اب اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ کم از کم ابھی کچھ عرصہ کے لیے تو نہیں۔ کچھ عرصہ وہ زندگی کو بے بسی کے ساتھ نہیں بلکہ صرف خوشی کے احساس کے ساتھ جینا چاہتی تھی۔

وہ عید سے دو دن پہلے اسلام آباد آ گئے تھے۔ کامران اور معیز اپنی فیملیز کے ساتھ عید کے لیے پاکستان آئے تھے۔ عمار اور اس کی فیملی بھی واپس آ چکی تھی۔ وہ ان سے فون پر بات کر چکی تھی' لیکن سالار کی بیوی کے طور پر ان سب سے یہ اس کی پہلی ملاقات تھی۔ وہ جتنی پریشان سالار کے والدین سے پہلی ملاقات کے وقت تھی' اب اتنی نہیں تھی۔ وہ سب بھی اس سے بے حد دوستانہ انداز میں ملے تھے۔ وہ کون تھی؟ وہ سب پہلے ہی سے جانتے تھے۔ لہٰذا اس پر سوالات کی بوچھاڑ نہیں ہوئی تھی۔ ہر ایک فی الحال محتاط تھا۔

وہ سکندر عثمان کے وسیع و عریض سٹنگ ایریا میں بیٹھی' وہاں موجود تمام لوگوں کی گپ شپ سن رہی تھی اور ادھر ادھر بھاگتے' دوڑتے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔ سالار کے تینوں بھائیوں کی سسرال اسلام آباد میں ہی تھی اور اس وقت موضوع گفتگو تینوں بھائیوں کی سسرال کی طرف سے آئے ہوئے وہ قیمتی سسرالی تحائف تھے' جو عید پر ان کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان کی سسرال کی طرف سے نہ صرف بیٹی' داماد اور ان کے بچوں کے لیے تحائف بھیجے گئے تھے بلکہ سکندر اور طیبہ کے لیے بھی چیزیں بھیجی گئی تھیں۔ وہ لوگ ڈنر کے بعد وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور گفتگو کا موضوع فی الحال وہی تحائف ہی تھے۔ وہاں بیٹھے ان باتوں کو سنتے ہوئے امامہ کو شدید احساس کمتری ہوا۔ اس کے اور سالار کے پاس وہاں کسی دوسرے سے کسی تحفے کی تفصیلات شیئر کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

اسلام آباد آنے سے پہلے ڈاکٹر سبط علی' سعیدہ اماں اور فرقان کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی بیٹیوں نے بھی اس کے لیے کچھ کپڑے بھجوائے تھے' لیکن ان میں سے کوئی بھی چیز اس کے اپنے ماں باپ کے گھر سے نہیں آئی تھی' وہ دوسروں کی طرف سے آنے والے تحائف تھے۔ کچھ چیزوں کی کمی اس کی زندگی میں ہمیشہ رہنی تھی اور یہ ان ہی میں سے ایک چیز تھی۔ معمولی تھی لیکن بھول جانے والی نہیں تھی۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس طرح کے شدید احساس کمتری کا شکار ہو رہی تھی اور اس احساس کو یہ خیال اور بھی بڑھا رہا تھا کہ سالار بھی اسی طرح کی باتیں سوچ رہا ہو گا۔ اگر وہ کسی اور لڑکی سے شادی کرتا تو آج اس کے پاس بھی بات کرنے کے لیے تحائف کی لمبی لسٹ ہوتی یا ان چیزوں کی تفصیلات ہوتیں' جو اس نے سسرال سے آنے والی عید کی رقم سے خریدی ہوتیں۔ سالار چائے پیتے ہوئے خاموش بیٹھا وہاں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا اور وہ اس کی خاموشی کو اپنی مرضی کا مفہوم دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم نے کیا بنوایا ہے عید کے لیے؟" کامران کی بیوی زوبا نے اچانک اس سے پوچھا۔

"میں نے۔۔۔؟" وہ گڑبڑائی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چند لمحوں کے لیے سب کی نظریں اس پر جم گئی تھیں۔
"سالار نے کپڑے لے کر دیے ہیں مجھے۔ قمیص شلوار ہی ہے۔"
وہ خود نہیں سمجھ پائی کہ اسے یہ بتاتے ہوئے اتنی ندامت کیوں ہوئی تھی۔
"امامہ کے لیے تو عید کے کپڑے میں نے بھی بنوائے ہیں۔ یہ پہلی عید ہے اس کی۔ تم عید پر تو میرے والے کپڑے ہی پہننا۔" طیبہ نے مداخلت کرتے ہوئے اسے بتایا۔
امامہ نے مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے کندھوں کے بوجھ میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"صبح تم چل رہی ہو میرے ساتھ؟"
سالار نائٹ ڈریس میں ملبوس چند لمحے پہلے واش روم سے نکلا تھا۔ پہلے کی طرح اس بار بھی وہ اسی کھڑکی کے آگے کھڑی تھی۔
"ہاں۔" اس نے سالار کو دیکھے بغیر کہا۔
"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اپنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس نے امامہ کو غور سے دیکھا۔ اسے اس کا لہجہ بے حد بجھا ہوا لگا تھا۔
"ہاں۔" اس نے اسی انداز میں جواب دیا۔
سالار کمبل کھینچتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گیا۔ امامہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ اپنے سیل پر الارم سیٹ کر رہا تھا' اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ سوچے سمجھے بغیر اس کی طرف آ گئی۔ بیڈ کے قریب آنے پر الارم سیٹ کرتے ہوئے سالار نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ کچھ کہے بغیر اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔ سیل فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ حیران ہوا تھا۔ وہ پریشان تھی' یہ پوچھنے کے لیے اب اسے اس سے تصدیق کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس کا چہرہ سب کچھ بتا رہا تھا۔ وہ پہلے کی طرح اب بھی اس کی اداسی کو اسلام آباد آنے کا نتیجہ سمجھا تھا۔ لیٹے لیٹے سالار نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ وہ اس کے ہاتھ کی گرفت میں اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی' پھر اس نے نظریں اٹھا کر سالار کو دیکھا۔
"تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" وہ چند لمحوں کے لیے بھونچکا سا رہ گیا تھا۔

"پھر کس سے شادی کرنی چاہیے تھی؟" وہ حیران ہوا۔
"کسی سے بھی... میرے علاوہ کسی سے بھی۔"
"اچھا مشورہ ہے لیکن دیر سے ملا ہے۔" اس نے بات مذاق میں اڑانے کی کوشش کی۔ امامہ نے ہاتھ چھڑا لیا۔
"تم پچھتا رہے ہو نا اب؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"میں کیوں پچھتاؤں گا؟" وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"تمہیں پتا ہو گا۔" اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سالار نے اسے روکا۔
"نہیں' مجھے نہیں پتا' تم بتا دو..." وہ واقعی حیرت زدہ تھا۔
"تمہارا بھی دل چاہتا ہو گا کہ کوئی تمہیں بھی کپڑے دے... تحائف دے اور..." وہ بات مکمل نہیں کر سکی۔ اس کی آواز پہلے بھرائی' پھر اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔
وہ ہکا بکا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جو بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی' وہ اس کے لیے احساس جرم بن



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رہی تھی۔

"میرے خدایا امامہ! تم کیا کیا سوچتی رہتی ہو؟" وہ واقعی ششدر تھا۔

وہ اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔

آنکھیں آنسو بہانا جانتی ہیں، آنسوؤں کو روکنا نہیں جانتیں۔

"بس تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

یہ اس نے آنسو روکنے اور آنکھیں رگڑنے کی جدوجہد میں کہا تھا۔ وہ بہت دل برداشتہ تھی۔ بات تحفوں کی نہیں تھی، ہتک کے اس احساس کی تھی جو لاؤنج میں سب کے درمیان بیٹھے اس نے ان چند گھنٹوں میں محسوس کیا تھا۔ سالار نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اسے گلے لگا کر تسلی دینے والے انداز میں تھپکا۔ اسے تسلی نہیں ہوئی، وہ اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے اٹھ کر چلی گئی۔ آدھے گھنٹے تک واش روم میں آنسو بہاتے رہنے کے بعد، اس کے دل کا بوجھ تو ہلکا نہیں ہوا، البتہ اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔ کپڑے تبدیل کر کے وہ جب واپس کمرے میں آئی تو وہ کمرے کی لائٹ آن کیے اسی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ امامہ کو کچھ شرمندگی ہوئی۔ وہ اس سے کچھ نہ ہی کہتی تو ٹھیک تھا۔ وہ اس سے نظریں ملائے بغیر بیڈ کی دوسری طرف جا کر لیٹ گئی۔ وہ بھی لائٹس آف کر کے لیٹ گیا۔ اس نے امامہ کو مخاطب نہیں کیا تھا اور یہ جیسے اس کے لیے نعمت مترقبہ تھی۔

☼ ☼ ☼

"امامہ بی بی! آپ اتنی عقل مند ہیں نہیں، جتنا میں آپ کو سمجھتا تھا۔ بہت ساری چیزیں ہیں جن میں آپ خاصی حماقت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔"

اگلی صبح گاؤں جاتے ہوئے ڈرائیونگ کے دوران وہ بے حد سنجیدگی سے اس سے کہہ رہا تھا۔ وہ سامنے سڑک کو دیکھتی رہی۔ اسے فی الحال خود کو عقل مند ثابت کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"کیا ہو جاتا ہے تمہیں بیٹھے بٹھائے؟ کیوں اس طرح کی الٹی سیدھی باتیں سوچتی رہتی ہو؟"

وہ واقعی جاننا چاہتا تھا۔ امامہ کا رویہ اسے بعض دفعہ واقعی حیران کر دیتا تھا۔

"تم اب مجھ سے اس طرح کی باتیں نہ کرو۔ تم مجھے اپ سیٹ کر رہے ہو۔"

اس نے سالار کی بات کا جواب دینے کے بجائے بے حد بے زاری سے اس سے کہا۔

"میں بات کروں گا۔" اس نے جواباً اسے ڈانٹا تھا۔

"مجھے سسرال کے کپڑوں اور تحائف میں دلچسپی نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ میں عید پر اپنے خریدے ہوئے کپڑوں کے بجائے بیوی کے گھر سے آئے ہوئے کپڑے پہنوں گا؟ کامران، معیز اور عمار، ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنتا سسرال کی طرف سے آئے ہوئے کپڑے۔ اپنے کپڑے خود لیتے ہیں وہ سب۔ ہاں، البتہ تمہیں اگر اس بات کا دکھ ہے کہ تمہیں تحائف نہیں ملے تو۔۔۔"

امامہ نے بے حد خفگی کے عالم میں اس کی بات کاٹی۔

"ہاں ہے مجھے اس بات کا دکھ۔۔۔ پھر۔۔۔؟"

"تو پھر یہ ہے کہ میں لے دیتا ہوں تمہیں یہ سب کچھ، پہلے بھی لے کر دیے ہیں اب اور لے دیتا ہوں۔" سالار کا لہجہ اس بار کچھ نرم پڑا تھا۔

"تم یہ سب کچھ نہیں سمجھ سکتے۔" امامہ نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں، ہو سکتا ہے لیکن تم بھی یہ بات سمجھ لو کہ کچھ چیزیں تم نہیں بدل سکتیں، تمہیں انہیں قبول کرنا ہے۔"



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا تو ہے۔"
"تو پھر اتنا رونا کیوں؟"
"سب نے محسوس کیا ہو گا کہ میری فیملی نے۔" اس نے رنجیدہ ہوتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔
"تم سے کسی نے کچھ کہا؟"
"نہیں۔"
"تو پھر۔؟"
"کہا نہیں، پھر بھی دل میں تو انہوں نے سوچا ہو گا؟"
"تم ان کے دلوں تک مت جاؤ، جو بات میں کہہ رہا ہوں تم صرف وہ سنو۔" سالار نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔
"یہ بے معنی چیزیں ہیں۔ ایک نارمل ارینج میرج ہوئی ہوتی تو بھی میں سسرال سے کوئی تحائف لینا پسند نہ کرتا۔ میں جن کسٹمز (رواج) کو پسند نہیں کرتا، ان کی وجہ سے کوئی حسرت اور پچھتاوے بھی نہیں ہیں مجھے۔"
"تم سے زیادہ قیمتی کوئی گفٹ ہو سکتا ہے میرے لیے؟" وہ اسے اب بڑی رسانیت سے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس کی بات سے متاثر نہیں ہو رہی ہو گی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا، اس کے لیے بھی بات تحائف کی نہیں تھی، اس احساس محرومی کی تھی جو اسے ہو رہا تھا اور جس کے لیے فی الحال وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے امامہ سے مزید کچھ نہیں کہا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس وسیع و عریض کمپاؤنڈ اور اس کے اندر موجود چھوٹی بڑی عمارتوں نے چند لمحوں کے لیے امامہ کو حیران کر دیا تھا۔ اس نے سالار سے اس اسکول اور دوسرے پروجیکٹس کے بارے میں سرسری سا تذکرہ سنا تھا لیکن اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کام اتنا منظم اور اس سطح پر ہو رہا ہے۔
کمپاؤنڈ میں آج صرف ڈسپنسری کھلی تھی اور اس وقت بھی وہاں مریضوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ باقی عمارتوں میں لوگ نظر نہیں آ رہے تھے۔ یہ عید کی تعطیلات تھیں۔
سالار کی گاڑی کو کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے دیکھ کر کچھ دیر کے لیے کمپاؤنڈ میں ہلچل سی مچی تھی۔ کیریئر اسٹاف یک دم الرٹ ہو گیا تھا۔ وہاں کام کرنے والے افراد کی اکثریت آج چھٹی پر تھی اور جو وہاں موجود تھے انہوں نے کمپاؤنڈ کے آخری کونے میں انیکسی کے سامنے گاڑی رکنے کے بعد سالار کے ساتھ گاڑی سے نکلنے والی چادر میں ملبوس اس لڑکی کو بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا۔
انیکسی کا چوکیدار وہ پہلا آدمی تھا جسے سالار نے اپنی "بیوی" سے متعارف کرتے ہوئے اپنی شادی کے بارے میں مطلع کیا تھا اور ایسا کرتے ہوئے سالار جانتا تھا کہ جب تک وہ عمارت کے دوسرے حصوں کی طرف جائیں گے، تب تک اس کی شادی کی خبر ہر طرف پھیل چکی ہو گی۔
انیکسی کے سامنے موجود لان سے گزرتے ہوئے امامہ نے بڑی دلچسپی سے اپنے قرب و جوار میں نظر دوڑائی۔ وہ انیکسی، مرکزی عمارت سے بہت فاصلے پر تھی اور وہاں بیٹھے ہوئے شاید عام دنوں میں بھی دوسری عمارتوں کے شور سے بچا جا سکتا تھا۔ ایک چھوٹی سی باڑ کے ساتھ لان اور انیکسی کی حد بندی کی گئی تھی۔ لان کا ایک حصہ سبزیوں کی کاشت کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔ دھوپ پوری طرح نہیں پھیلی تھی اور خنکی کا احساس بے حد شدید ہونے کے باوجود، امامہ کا دل کچھ دیر کے لیے کھلتی ہوئی دھوپ والے اس لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھنے کو چاہا تھا جو رات کی اوس سے بھیگی ہوئی تھیں۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت عرصے کے بعد وہ ایسی کھلی فضا میں سانس لے رہی تھی۔ کچھ دیر کے لیے اداسی کی ہر کیفیت کو اس نے غائب ہوتے ہوئے محسوس کیا۔

"ہم یہاں بیٹھ جاتے ہیں۔"

انیکسی کے برآمدے میں پہنچتے ہی اس نے سالار سے کہا جو چوکیدار سے دروازہ کھلوا رہا تھا۔

"نہیں' یہاں کچھ دیر بعد تمہیں سردی لگے گی۔ اندر لاؤنج میں بیٹھ کر بھی تمہیں باہر سب کچھ اسی طرح نظر آئے گا۔ فی الحال میں ذرا ڈسپنسری کا ایک راؤنڈ لوں گا' تمہیں اگر یہاں بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ۔" سالار نے اس سے کہا۔

"نہیں' میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔" اس نے فوراً کہا تھا۔

انیکسی فرنشڈ تھی اور اس کے اندر داخل ہونے پر چند لمحوں کے لیے امامہ کو جیسے اس کے ساؤنڈ پروف ہونے کا احساس ہوا۔ اندر کچھ ایسی ہی خاموشی اسے محسوس ہوئی تھی۔

"کبھی ہم بھی یہاں رہنے کے لیے آئیں گے۔" اس نے بے اختیار کہا تھا۔

"اچھا۔" امامہ کو لگا وہ اسے بہلا رہا تھا' اس کا انداز کچھ اتنا ہی عدم دلچسپی لیے ہوئے تھا۔

دس منٹ بعد وہ اسے مرکزی عمارت اور اس سے منسلک دوسرے حصے دکھا رہا تھا۔ وہ عمارت اسے دکھانے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود اسٹاف کو کچھ ہدایات بھی دے رہا تھا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اس جگہ کے بارے میں معلومات اس کی انگلیوں پر ہیں۔

"وہ سب لوگ کہہ رہے ہیں مٹھائی کھلائیں جی۔" چوکیدار نے سالار کو دوسرے لوگوں کی فرمائش پہنچائی۔

"چلیں! ٹھیک ہے' آج افطار اور افطار ڈنر کا انتظام کرلیں۔ میں اکاؤنٹنٹ کو بتا دیتا ہوں۔" سالار نے مسکرا کر اسے کہا۔

امامہ نے نوٹس کیا تھا کہ وہ وہاں کام کرنے والے ہر شخص کے نام کے ساتھ صاحب لگا کر مخاطب کر رہا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ اس کا رویہ ان لوگوں کے ساتھ سنجیدہ لیکن قابل احترام بھی تھا۔ یہ تبدیلی عمر لے کر آئی تھی یا سوچ' اسے اندازہ نہیں ہوا۔

دو گھنٹے وہاں گزارنے کے بعد وہ جب اس کے ساتھ وہاں سے نکلی تو پہلی بار وہ اپنے دل میں اس کے لیے عزت کے کچھ جذبات بھی لیے ہوئے تھی۔

"یہ سب کیوں کر رہے ہو تم؟" اس نے راستے میں اس سے پوچھا تھا۔

"اپنی بخشش کے لیے۔" جواب غیر متوقع تھا مگر جواب دینے والا بھی تو سالار سکندر تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنے رحم دل ہو۔" چند لمحے خاموش رہ کر امامہ نے اس سے کہا۔

"نہیں' رحم دل نہیں ہوں' نہ ترس کھا کر کسی کے لیے کچھ کر رہا ہوں' ذمہ داری سمجھ کر کر رہا ہوں۔ رحم دل ہوتا تو مسئلہ ہی کیا تھا۔" آخری جملہ جیسے اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیسے شروع کیا یہ سب کچھ؟"

وہ اسے فرقان سے اپنی ملاقات اور اس پروجیکٹ کے آغاز کے بارے میں بتانے لگا۔ وہ چپ چاپ سنتی رہی۔ اس کے خاموش ہونے پر اس نے جیسے سراہنے والے انداز میں کہا "بہت مشکل کام تھا۔"

"نہیں' وہ لائف اسٹائل بدلنا زیادہ مشکل تھا' جو میرا تھا۔ اس کے مقابلے میں یہ سب کچھ آسان تھا۔"

وہ چند لمحے بول نہیں سکی۔ اس کا اشارہ جس طرف تھا' وہ سب کچھ یاد کرنا تکلیف دہ تھا۔

"ہر کوئی اس طرح کا کام نہیں کر سکتا۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہر کوئی کر سکتا ہے لیکن کرنا نہیں چاہتا۔ سروس آف ہیومینٹی کسی کی چیک لسٹ پر نہیں ہوتی' میری چیک لسٹ پر بھی نہیں تھی۔ میں خوش قسمت تھا کہ آ گئی۔" وہ ہنسا۔

"تم بہت بدل گئے ہو۔" امامہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا' وہ مسکرا دیا۔

"زندگی بدل گئی تھی' میں کیسے نہ بدلتا۔۔۔ نہ بدلتا تو سسرال سے آنے والے عید کے تحائف کے انتظار میں بیٹھا ہوتا۔" اس کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

امامہ نے اس کے طنز کا برا نہیں مانا۔

"میں مانتی ہوں کہ میں بہت ٹیپکل ہوں۔" اس نے اعتراف کیا تھا۔

"ٹیپکل نہیں ہو' زندگی کو دیکھا نہیں ہے ابھی تم نے۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"کم از کم یہ تو نہ کہو' مجھے زندگی نے بہت کچھ دکھا اور سکھا دیا ہے۔" امامہ نے کچھ رنجیدگی سے اس کی بات کاٹی تھی۔

"مثلاً" کیا؟" سالار نے اس سے پوچھا۔

"کیا نہیں سکھایا زندگی نے؟ گنوا نہیں سکتی میں بہت سبق سکھائے ہیں زندگی نے مجھے۔"

"سبق سکھائے ہوں گے۔۔۔ گر نہیں۔"

امامہ نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا تھا۔ وہ سیدھی باتیں کبھی بھی نہیں کرتا تھا' لیکن وہ ایسی ٹیڑھی باتیں کرنے والوں میں سے بھی نہیں تھا۔

"اچھا لگ رہا ہوں کیا؟" سڑک پر نظریں جمائے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا؟" وہ اسے دیکھتے ہی بری طرح گڑبڑائی۔

"تم مجھے دیکھ رہی ہو' اس لیے پوچھ رہا ہوں۔" امامہ نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا پھر بے اختیار ہنس پڑی۔ اس شخص میں کوئی بات ایسی تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ نہ گئی سال پہلے آئی تھی' نہ اب آ رہی تھی۔ چند لمحوں کے لیے وہ اسے واقعی بے حد اچھا لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

عید کے چاند کا اعلان عشاء سے کچھ دیر پہلے ہوا تھا اور اس اعلان کے فوراً بعد سکندر نے ان دونوں کو ایک دو گھنٹے کے اندر اندر اپنی شاپنگ مکمل کر کے واپس آنے کے لیے کہا تھا۔ ان کا خیال تھا' چند گھنٹوں کے بعد کی نسبت اس وقت شاپنگ کرنا ان دونوں کے لیے زیادہ محفوظ رہے گا۔ انہوں نے شاپنگ نہیں کی تھی بلکہ ایک ریسٹورنٹ سے ڈنر کیا۔ اس کے بعد مہندی لگوا کر اور چوڑیاں خرید کر وہ واپس آ گئی تھی۔ سالار کم از کم آج رات واقعی محتاط تھا اور سکندر کی ہدایات کو نظر انداز نہیں کر رہا تھا' کیونکہ امامہ کے گھر میں مسلسل گاڑیوں کا آنا جانا لگا تھا اور وہ لوگ بھی ان ہی مارکیٹس میں جاتے تھے' جہاں پر سالار کی فیملی جاتی تھی۔

ساڑھے دس بجے کے قریب وہ گھر پر تھے اور اس وقت گھر پر کوئی موجود نہیں تھا۔ سکندر' طیبہ کے ساتھ اپنے بھائی کے گھر پر تھے اور باقی سب لوگ اپنی فیملیز کے ساتھ باہر نکلے ہوئے تھے۔

سالار پچھلے دو گھنٹے سے مسلسل مختلف لوگوں کی فون کالز سن رہا تھا۔ یہ سلسلہ گھر آنے تک جاری تھا۔ امامہ بے زار ہونے لگی تھی۔ اس نے خود گھر سے نکلنے سے پہلے ڈاکٹر سبط علی' ان کی بیٹیوں اور سعیدہ اماں کو کال کی تھی اور اس کے بعد اس کی کالز آنا بند ہو گئی تھیں۔ سالار نے البتہ فرقان اور انیتا سے بات کرتے ہوئے اس کی بات بھی ان لوگوں سے کروائی تھی۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چلو کافی بناتے ہیں اور پھر فلم دیکھتے ہیں۔" سالار نے بالآخر اس کی بے زاری کو محسوس کر لیا تھا۔
"میں ہاتھ دھولوں؟" امامہ نے ہاتھوں پر لگی مہندی کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"نہیں... میں بناؤں گا کافی' تم بس میرے ساتھ کچن میں آجاؤ۔"
"تم بنالو گے؟"
"بہت اچھی۔" اس نے اپنا سیل آف کرتے ہوئے ٹیبل پر رکھا۔
مہندی لگے ہوئے دونوں ہاتھ کچن کی ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے' وہ اسے کافی بناتے ہوئے دیکھتی رہی۔ کچن میں رکھے بلیک کرنٹ اور چاکلیٹ فج کیک کے دو ٹکڑے لے کر وہ کافی ٹرے میں رکھنے لگا تو امامہ نے کہا۔ "کچھ فائدہ ہوا میرے کچن میں آنے کا؟"
"ہاں' تم نے مجھے کمپنی دی۔" اس نے ٹرے اٹھا کر اس کے ساتھ کچن سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔
"تم اکیلے بھی بنا سکتے تھے خوامخواہ مجھے ساتھ لائے۔"
"تمہیں دیکھتے ہوئے زیادہ اچھی بنی ہے۔" وہ اس کی بات پر ہنسی۔
"یہ بڑی چیپ بات ہے۔"
"اوہ ریئلی... وہ تمہارے رومانٹک ناولز میں بھی تو ہیرو ایسی ہی باتیں کرتا ہے۔" اس نے امامہ کے چہرے پر غائب ہوتی ہوئی مسکراہٹ کو دیکھ کر فوراً اپنے جملے کی تصحیح کی۔
"تم میری بکس کی بات کیوں کرتے ہو؟" وہ بگڑی۔
"اوکے... اوکے' سوری۔" سالار نے ساتھ چلتے ہوئے ٹرے سے ایک ہاتھ ہٹا کر اس کے گرد ایک لمحہ کے لیے حمائل کیا۔
"کون سی موویز لی تھیں تم نے؟" بیڈ روم میں آکر امامہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا۔
سالار نے مارکیٹ سے آتے ہوئے ایک مووی شاپ سے کچھ سی ڈیز لی تھیں۔ سی ڈی پلیئر پر مووی لگاتے ہوئے سالار نے ان موویز کے نام دہرائے۔ ریموٹ کنٹرول پکڑے وہ بیڈ سے کمبل اٹھا کر خود بھی صوفے پر آگیا تھا۔ اس کی اور اپنی ٹانگوں پر کمبل پھیلا کر اس نے کارنر ٹیبل پر پڑا کافی کا مگ اٹھا کر امامہ کی طرف بڑھایا۔
"تم پیو' پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے امامہ کو مہندی والے ہاتھوں سے مگ پکڑنے کی کوشش سے روکا۔
اسکرین پر فلم کے کریڈٹس چل رہے تھے۔ امامہ نے کافی کا گھونٹ لیا۔
"کافی اچھی ہے۔" اس نے ستائشی انداز میں مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔
"تھینک یو!" سالار نے کہتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اپنا مگ اٹھا لیا۔
وہ اب اسکرین کی طرف متوجہ تھا۔ جہاں چارلیز تھیرن نظر آرہی تھی۔ امامہ نے اس کا انہماک محسوس کیا تھا۔ وہ کچھ بے چین ہوئی۔ وہ اس ایکٹریس کے نام سے واقف نہیں تھی۔
"یہ کون ہے؟" امامہ نے اپنا لہجہ حتی المقدور نارمل رکھتے ہوئے پوچھا۔
"تم نہیں جانتیں؟" سالار اب کانٹے کے ساتھ کیک کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال رہا تھا۔
"نہیں..."
"چارلیز تھیرن ہے۔ میرے نزدیک دنیا کی سب سے خوب صورت عورت ہے۔" کیک امامہ کو کڑوا لگا تھا۔ وہ پھر اسکرین کی طرف متوجہ تھا۔
"خوب صورت ہے نا؟" کیک کھاتے ہوئے اسکرین سے نظریں ہٹائے بغیر اس نے امامہ سے پوچھا۔



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹھیک ہے بس۔" اس نے سرد مہری سے کہا۔
"مجھے تو خوب صورت لگتی ہے۔" اسکرین پر نظریں جمائے وہ بڑبڑایا۔
امامہ کی دلچسپی اب فلم سے ختم ہو گئی تھی۔
"خوب صورت ہے، لیکن بری ایکٹریس ہے۔" چند سین گزرنے کے بعد اس نے کہا۔
"آسکر جیت چکی ہے۔" ابھی تک اس کی نظریں اسکرین پر ہی جمی تھیں۔ امامہ کو چارلیز اور بری لگی۔
"مجھے اس کی ناک اچھی نہیں لگ رہی۔" چند لمحے مزید گزرنے پر امامہ نے کہا۔
"ناک کو کون دیکھتا ہے؟" وہ اسی انداز میں بڑبڑایا۔ امامہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ سالار سنجیدہ تھا۔
"پھر...؟"
"مجھے بال پسند ہیں اس کے۔" امامہ دوبارہ اسکرین کو دیکھنے لگی۔
سالار کو بے اختیار ہنسی آئی۔ اس نے ہنستے ہوئے امامہ کو ساتھ لگایا۔
"تم ذرا بھی ذہین نہیں ہو۔"
"کیا ہوا؟" امامہ کو اس کے ہنسنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔
"کچھ نہیں ہوا... مووی دیکھو۔" کیک کا آخری ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے وہ دوبارہ اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔
امامہ نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر سی ڈی پلیئر بند کر دیا۔
"کیا ہوا؟" وہ چونکا۔
"فضول مووی ہے، بس تم باتیں کرو مجھ سے۔" امامہ نے جیسے اعلان کیا۔
"باتیں ہی تو کر رہا ہوں... مہندی خراب ہوئی ہو گی۔" سالار نے اس کا ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔
"نہیں سوکھ گئی ہے، میں ہاتھ دھو کر آتی ہوں۔" وہ ریموٹ کنٹرول رکھتے ہوئے چلی گئی۔
چند منٹوں کے بعد جب وہ واپس آئی تو مووی دوبارہ آن تھی۔ امامہ کو آتے دیکھ کر اس نے مووی آف کر دی۔
وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کافی پیتے ہوئے سالار نے اس کی مہندی والے ہاتھ باری باری پکڑ کر دیکھے۔
مہندی کا رنگ گہرا تو نہیں تھا، لیکن بہت کھلا ہوا تھا۔
"تمہارے ہاتھوں پر مہندی بہت اچھی لگتی ہے۔"
اس کی ہتھیلی اور کلائی کے نقش و نگار پر انگلی پھیرتے ہوئے اس نے کہا۔ وہ بلاوجہ مسکرا دی۔
"چوڑیاں کہاں ہیں؟" سالار کو یاد آیا۔
"پہنوں...؟" وہ پرجوش ہوئی۔
"ہاں..." وہ ڈریسنگ ٹیبل پر کچھ دیر پہلے بازار سے خرید کر رکھی چوڑیاں دونوں کلائیوں میں پہن کر دوبارہ اس کے پاس آ گئی۔ اس کی کلائیاں یک دم سرخ چوڑیوں کے ساتھ سج گئی تھیں۔ اپنی کلائیاں سالار کے سامنے کر کے اس نے اسے چوڑیاں دکھائیں۔
"پرفیکٹ..." وہ نرمی سے مسکرا دیا۔
کمرے میں چھائی ہوئی خاموشی کو چوڑیوں کی ہلکی سی کھنک پانی کے ارتعاش کی طرح توڑنے لگی تھی۔ وہ اب اس کی چوڑیوں پر انگلی پھیر رہا تھا۔
"معجزہ لگتا ہے یہ!" چند لمحوں بعد اس نے گہری سانس لے کر کہا۔
اپنا بازو اس کے گرد حمائل کرتے ہوئے اس نے امامہ کو خود سے قریب کیا۔ سویٹر سے نکلے اس کی سفید شرٹ



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے کالر کو ٹھیک کرتے ہوئے امامہ نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ وہ اس شخص سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن ہار بار اس کی قربت میں ایسے ہی سکون اور تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔ وجہ وہ رشتہ تھا جو ان دونوں کے درمیان تھا یا وہ زندگی جو وہ گزار کر آئی تھی یا کچھ اور۔۔۔؟ وہ نہیں جانتی تھی، لیکن ہر بار اپنے گرد اس کا بازو اسے دیوار کی طرح محسوس ہوتا تھا جو وہ اس کے گرد کھڑی کر دیتا تھا۔

"ایک بات مانو گی؟" سالار نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے ملائمت سے کہا۔

"کیا؟" اس کے سینے پر سر رکھے امامہ نے سر اونچا کر کے اسے دیکھا۔

"وعدہ کرو پہلے۔"

"اوکے۔" امامہ نے بے اختیار وعدہ کیا۔

"فلم دیکھنے دو مجھے۔" وہ بے حد خفا ہو کر اس سے الگ ہوئی۔

"میں دیکھنے کے لیے لے کر آیا ہوں امامہ!" وہ سیدھا ہوتا ہوا بولا۔

"تم دوسری موویز بھی لے کر آئے ہو ان میں سے دیکھ لو کوئی۔"

"اوکے، ٹھیک ہے۔" امامہ حیران ہوئی کہ وہ اتنی جلدی کیسے مان گیا تھا۔

سی ڈی پلیئر میں مووی تبدیل کر کے وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اب خوش؟" اس نے امامہ سے پوچھا۔

وہ مطمئن انداز میں مسکا کر دوبارہ اس کے قریب ہو گئی۔ اس کے سینے پر سر ٹکائے اس نے فلم کے کریڈٹس چلتے دیکھے۔ وہ کریڈٹس پر غور کیے بغیر دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے بہت آہستہ آہستہ تھپک رہا تھا۔ امامہ کو نیند آنے لگی اور اس کی آنکھ لگ جاتی اگر تیسرے سین میں اسے چارلیز تھیرن اسکرین پر نظر نہ آجاتی۔

کچھ کہے بغیر اس نے سر اٹھا کر سالار کو دیکھا۔

"آئی ایم سوری، تینوں موویز اسی کی ہیں۔" اس نے ایک شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"دیکھنے دو یار۔" اس نے جیسے التجا کی تھی۔

امامہ نے چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد اسکرین کو دیکھا۔

"تعریف نہیں کرو گے تم اس کی۔"

"آئی پرامس۔" سالار نے بے ساختہ کہا۔

"وہ خوب صورت نہیں ہے۔" امامہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"بالکل بھی نہیں۔" سالار نے سنجیدگی سے تائید کی۔

"اور بری ایکٹریس ہے۔"

"بے حد۔" امامہ کو اس کی تائید سے تسلی ہوئی۔

"اور تم اسے اس طرح اب کبھی نہیں دیکھو گے جیسے پہلے دیکھ رہے تھے۔" اس بار سالار ہنس پڑا۔

"کس طرح دیکھتا ہوں میں اسے؟"

"تم دیکھتے نہیں گھورتے ہو اسے۔"

"کون ایسا نہیں کرے گا؟ وہ اتنی۔۔۔" سالار روانی میں کہتے کہتے رک گیا۔

"کہہ دو نا کہ خوب صورت ہے۔" امامہ نے اس کی بات مکمل کی۔

"میں تمہارے لیے اس کو بہن نہیں بنا سکتا۔"

"تو صرف ایکٹریس سمجھو اسے۔"



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ایکسٹریمس ہی تو سمجھ رہا ہوں یار... چھوڑو... میں نہیں دیکھتا۔ آدھی مووی تو ویسے ہی گزر گئی ہے۔" سالار نے اس بار کچھ خفا ہو کر ریموٹ کنٹرول سے مووی آف کی۔

امامہ بے حد مطمئن انداز میں صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اب صوفے سے چیزیں سمیٹ رہا تھا۔

"کمبل لے آؤ گے نا تم؟" واش روم کی طرف جاتے ہوئے امامہ نے پوچھا۔

"جی لے آؤں گا میں، کوئی اور حکم ہو تو وہ بھی دے دیں۔"

وہ کمبل اٹھاتے ہوئے خفگی سے بڑبڑایا تھا۔

☼ ☼ ☼

سکندر نے عید کے تحفے کے طور پر اسے ایک بریسلیٹ دیا تھا اور سوائے سالار کے تقریباً" سب نے ہی اسے کچھ نہ کچھ دیا تھا۔ امامہ کا خیال تھا' وہ اس بار ضرور اسے زیور میں کوئی چیز تحفے میں دے گا۔ اسے لاشعوری طور پر جیسے انتظار تھا کہ وہ اسے کچھ دے۔ اس نے اس بار بھی اسے کچھ رقم دی تھی۔ وہ کچھ مایوس ہوئی' لیکن اس نے سالار سے شکایت نہیں کی۔ اسے عجیب لگ رہا تھا کہ وہ خود اس سے کوئی تحفہ مانگے اور اسے حیرانی تھی کہ سالار کو خود اس کا خیال کیوں نہیں آیا۔

عید کی رات شہر کے نواح میں واقع سکندر عثمان کے فارم ہاؤس میں ایک فیملی ڈنر تھا۔ وہاں سالار کی بیوی کی حیثیت سے پہلی بار وہ متعارف ہوئی تھی اور طیبہ کے تیار کرائے ہوئے سرخ لباس میں وہ واقعی ایک نئی نویلی دلہن لگ رہی تھی۔ ڈیڑھ' دو سو کے قریب وہ سب افراد سالار کی ایکسٹینڈڈ فیملی تھے۔ امامہ کو اب احساس ہوا تھا کہ سالار کا اسے اسلام آباد لانے اور اس کی شناخت کو نہ چھپانے کا فیصلہ ٹھیک تھا۔ اسے اس عزت و احترام کی اشد ضرورت تھی' جو اسے وہاں ملی تھی۔

اوپن ایر میں بار بی کیو ڈنر کے دوران اپنی پلیٹ لے کر وہ کچھ دیر کے لیے فارم ہاؤس کے برآمدے میں لکڑی کی سیڑھیوں میں بیٹھ گئی تھی۔ ایک ہٹ کی طرح بنا ہوا فارم ہاؤس کا وہ حصہ اس وقت نسبتاً" خاموش تھا۔ باقی افراد ٹولیوں کی صورت میں سامنے کھلے سبزے میں ڈنر کرتے ہوئے مختلف سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

"تم یہاں کیوں آکر بیٹھ گئیں؟" امامہ کے قریب آتے ہوئے اس نے دور سے کہا۔

"ایسے ہی... شال لینے آئی تھی... پھر یہیں بیٹھ گئی۔" وہ مسکرائی۔ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے سالار نے سوفٹ ڈرنک کا گلاس اپنی ٹانگوں کے درمیان نچلی سیڑھی پر رکھ دیا۔ امامہ لکڑی کے ستون سے ٹیک لگائے ایک گھٹنے پر کھانے کی پلیٹ ٹکائے' کھانا کھاتے ہوئے دور لان میں ایک کینوپی کے نیچے اسٹیج پر بیٹھے گلوکار کو دیکھ رہی تھی جو نئی غزل شروع کرنے سے پہلے سازندوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ سالار نے اس کا نشا اٹھا کر اس کی پلیٹ سے کباب کا ایک ٹکڑا اپنے منہ میں ڈالا۔ وہ اب گلوکار کی طرف متوجہ تھا جو اپنی نئی غزل شروع کر چکا تھا۔

"انجوائے کر رہی ہو؟" سالار نے اس سے پوچھا۔

"ہاں" اس نے مسکرا کر کہا۔ وہ غزل سن رہی تھی۔

کسی کی آنکھ پرنم ہے' محبت ہو گئی ہو گی
زبان پر قصہ تم ہے' محبت ہو گئی ہو گی

وہ بھی سوفٹ ڈرنک پیتے ہوئے غزل سننے لگا تھا

کبھی ہنسنا' کبھی رونا' کبھی ہنس ہنس کر رو دینا
عجب دل کا یہ عالم ہے' محبت ہو گئی ہو گی



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا گا رہا ہے۔" امامہ نے ستائشی انداز میں کہا۔
سالار نے کچھ کہنے کے بجائے سر ہلا دیا۔

خوشی کا حد سے بڑھ جانا بھی اب اک بے قراری ہے
نہ غم ہونا بھی اک غم ہے محبت ہو گئی ہو گی

سالار سوفٹ ڈرنک پیتے ہوئے ہنس پڑا۔ امامہ نے اس کا چہرہ دیکھا' وہ جیسے کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔
"تمہیں کچھ دینا چاہ رہا تھا میں۔۔۔"
وہ جیکٹ کی جیب میں سے کچھ نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔
"بہت دنوں سے دینا چاہتا تھا میں لیکن۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رک گیا۔
اس کے ہاتھ میں ایک ڈبیا تھی۔ امامہ کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آئی' تو بالآخر اسے اس کا خیال آ ہی گیا تھا۔ اس نے ڈبیا لیتے ہوئے سوچا اور اسے کھولا۔ وہ ساکت رہ گئی' اندر ایر رنگز تھے۔ ان ایر رنگز سے تقریباً" ملتے جلتے جو وہ اکثر اپنے کانوں میں پہنے رکھتی تھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر سالار کو دیکھا۔
"میں جانتا ہوں' یہ اتنے ویلیو ایبل تو نہیں ہوں گے جتنے تمہارے فادر کے ہیں۔۔۔ لیکن مجھے اچھا لگے گا اگر کبھی کبھار تم انہیں بھی پہنو۔"
ان ایر رنگز کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
"تم نہیں پہننا چاہتیں تو بھی ٹھیک ہے۔۔۔ میں ریپلیس کرنے کے لیے نہیں دے رہا ہوں۔"
سالار نے اس کی آنکھوں میں نمودار ہوتی نمی دیکھ کر بے ساختہ کہا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ بہت ساری چیزیں پہلے ہی اپنی جگہ بدل چکی ہیں۔ اس کی خواہش اور ارادے کے نہ ہونے کے باوجود۔
کچھ کہنے کے بجائے امامہ نے اپنے دائیں کان میں لٹکتا ہوا جھمکا اتارا۔
"میں پہنا سکتا ہوں؟"
سالار نے ایک ایر رنگ نکالتے ہوئے پوچھا۔ امامہ نے سر ہلا دیا۔ سالار نے باری باری اس کے دونوں کانوں میں وہ ایر رنگز پہنا دیے۔
وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائی۔ وہ بہت دیر تک مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔
"اچھی لگ رہی ہو۔"
وہ اس کے کانوں میں لٹکتے' ہلکورے کھاتے' موتی کو چھوتے ہوئے مدھم آواز میں بولا۔

"مجھ سے زیادہ کوئی تم سے محبت نہیں کر سکتا' کوئی مجھ سے زیادہ تمہاری پروا نہیں کر سکتا' مجھ سے زیادہ خیال نہیں رکھ سکتا تمہارا۔ میرے پاس تمہارے علاوہ کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔"
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ اس سے کہہ رہا تھا' وعدہ کر رہا تھا یا یاد دہانی کرا رہا تھا' کچھ جتا رہا تھا۔ وہ جھک کر اب اس کی گردن چوم رہا تھا۔
"مجھے نوازا گیا ہے۔" سیدھا ہوتے ہوئے اس نے امامہ سے کہا۔
"رومانس ہو رہا ہے؟" اپنے عقب میں آنے والی کامران کی آواز پر وہ ٹھٹکے تھے۔ وہ شاید شارٹ کٹ کی وجہ سے برآمدے کے اس دروازے سے نکلا تھا۔
"کوشش کر رہے ہیں۔" سالار نے پلٹے بغیر کہا۔
"گڈ لک۔۔۔" وہ کہتا ہوا اور ان کے پاس سے سیڑھیاں اترتا ہوا انہیں دیکھے بغیر چلا گیا۔
امامہ کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔ وہ جھینپ گئی تھی۔ سالار اور اس کی فیملی کم از کم ان معاملات میں بے حد



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آزاد خیال تھے۔

کسی کو سامنے پاکر، کسی کے سرخ ہونٹوں پر
انوکھا سا تبسم ہے، محبت ہوگئی ہوگی

امامہ کو لگا کہ وہ زیر لب گلوکار کے ساتھ گنگنا رہا ہے۔

جہاں ویران راہیں تھیں، جہاں حیران آنکھیں تھیں
وہاں پھولوں کا موسم ہے، محبت ہوگئی ہوگی

لکڑی کی ان سیڑھیوں پر ایک دوسرے کے پاس بیٹھے، وہ خاموش کو توڑتی، آس پاس کے پہاڑوں میں گونج کی طرح پھیلتی گلوکار کی سریلی آواز کو سن رہے تھے۔ زندگی کے وہ لمحے یادیں بن رہے تھے۔ دوبارہ نہ آنے کے لیے گزر رہے تھے۔

ان کے اپارٹمنٹ کی دیوار پر لگنے والی ان دونوں کی پہلی اکٹھی تصویر، اس فارم ہاؤس کی سیڑھیوں ہی کی تھی۔ سرخ لباس میں گولڈن کڑھائی والی سیاہ پشمینہ شال اپنے بازوؤں کے گرد اوڑھے، کھلے سیاہ بالوں کو کانوں کی لوؤں کے پیچھے کیے، خوشی اس کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک میں نہیں جھلک رہی تھی، بلکہ اس قرب میں تھی، جو اس کے اور سالار کے درمیان نظر آرہا تھا۔ سفید شرٹ اور سیاہ جیکٹ میں اسے اپنے ساتھ لگائے سالار کی آنکھوں کی چمک جیسے اس فوٹوگراف میں موجود ہر شے کو مات کر رہی تھی۔ کوئی بھی کیمرے کے لیے بنائے ہوئے اس ایک پوز میں نظر آنے والے کپل کو دیکھ کر چند لمحوں کے لیے ضرور ٹھٹکتا۔

سکندر نے اس فوٹوگراف کو فریم کروا کر انہیں ہی نہیں بھیجا تھا، بلکہ انہوں نے اپنے گھر کی فیملی وال فوٹوز میں بھی اس تصویر کا اضافہ کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

لاہور واپسی پر عید ڈنرز کا ایک لمبا سلسلہ تھا، جو شروع ہوگیا۔ وہ امامہ کو اپنے سوشل اور بزنس سرکل میں متعارف کروا رہا تھا اور وہ اس سرکل میں اچانک بہت حواس باختہ ہونے لگی تھی۔ وہ کارپوریٹ سیکٹر، بینکرز اور بزنس ٹائیکونز کی فیملیز پر مشتمل تھا۔ پاکستان کی امیر ترین اور شاید گمراہ ترین کلاس، ہائی کلاس پروفیشنلز۔۔۔ جو ایک کو دو اور دو کو چار نہیں کرتے تھے، بلکہ ایک کو سوا اور سو کو لاکھ کرنے کے گر سے آگاہ تھے اور بینکنگ سیکٹر کی کریم۔۔۔ جن کی بیوی، فیانسی، گرل فرینڈ اور سیکریٹری میں تمیز کرنا مشکل تھا۔ صرف دوسروں کے لیے ہی نہیں خود ان کے اپنے لیے بھی، اپنے ساتھ لے کر آنے والی عورت سے اس کا رشتہ جو بھی ہوتا، ان فنکشنز میں ان عورتوں کا کام ایک ہی ہوتا تھا۔ وہ اپنی خوب صورتی، بے تکلفی اور گرم جوشی سے، اپنے نیم عریاں لباس، اپنی زبان اور آواز کی مٹھاس سے، اپنے بلند و بانگ قہقہوں سے اور اپنی اداؤں سے اپنے شوہر، منگیتر، بوائے فرینڈ یا باس کے بزنس کانٹیکٹس میں اضافہ کرتی تھیں۔ Trophy Wife والے شوہر کامیابی کی سیڑھیاں تیزی سے طے کرتے تھے۔

عید کے چوتھے دن وہ اسے پہلی بار اپنے ہی بینک کی طرف سے دیے گئے عید کے ڈنر میں لے کر گیا تھا اور ایک بڑے ہوٹل میں ہونے والے اس ڈنر میں جاتے ہی امامہ کو پسینہ آنے لگا تھا۔ گیدرنگ کا ایک بڑا حصہ غیر ملکی مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھا اور وہ اگر ایوننگ گاؤنز اور اسکرٹس میں ملبوس تھیں تو وہ حیرت کا شکار نہیں ہوئی تھی لیکن اسے نروس کرنے والی چیز ان دوسری خواتین اور بیگمات کا حلیہ تھا جو پاکستانی تھیں۔ وہ فیملی ڈنر تھا۔ کم از



Scanned By Pakistanipoint.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کم سالار اسے یہ ہی بتا کر وہاں لایا تھا' لیکن وہاں آنے والی فیملیز کون تھیں' یہ اس نے اسے نہیں بتایا تھا۔ گہرے گلے والے اور بغیر آستین والے مختصر بلاؤزز' بیک لیس گاؤنز' سٹرنگی ٹاپس اور آف دا شولڈرز ڈریسز میں ملبوس' پاکستان کی خاندانی خوب صورت عورتوں کا اتنا بڑا مجمع اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

چند لمحوں کے لیے اسے لگا تھا جیسے وہ مس ورلڈ کے مقابلہ حسن میں آگئی ہو۔ وہاں موجود عورتیں بیس سے ساٹھ سال تک کی عمر کے درمیان تھیں اور یہ ہی طے کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا کہ کون عمر کی کس سیڑھی پر کھڑی ہے۔ سگریٹ پیتے ہوئے ہاتھ میں ڈرنکس لیے' وہ گرم جوشی اور بے تکلفی کے ساتھ مختلف مردوں سے گلے ملتے ہوئے گفتگو میں مصروف تھیں۔ شیفون کے لباس کے اوپر دوپٹا اوڑھے امامہ کو اپنا آپ الو بنا لگا۔

وہاں کھڑے اس نے جیسے خود کو جانچنا شروع کر دیا تھا اور وہیں کھڑے اس نے پہلی بار سالار اور اپنے حلیے کے فرق کو بھی کو نوٹس کیا تھا۔ ایک برانڈڈ سیاہ ڈنر سوٹ میں سرخ دھاری دار ٹائی کے ساتھ وہ بالکل اس ماحول کا حصہ لگ رہا تھا' گروڈ اور پولشڈ۔ وہاں کھڑے اس پر یہ ہولناک انکشاف بھی ہوا کہ اس کا حلیہ سالار کی اس لک کے ساتھ میچ نہیں کرتا۔

وہ اوڈ کپل تھے۔ اسے احساس کمتری کا دوسرا دورہ بڑی غلط جگہ اور بڑے ہی غلط وقت پر پڑا تھا۔

وہ اس کا تعارف باری باری مختلف لوگوں سے کروا رہا تھا اور امامہ اس پذیرائی اور گرم جوشی پر حیران تھی' جو اسے مل رہی تھی۔ پھر یک دم اسے احساس ہونے لگا کہ اس گرم جوشی کی وجہ بھی سالار سکندر تھا۔ یہ پروٹوکول مسز سالار سکندر کے لیے تھا۔ امامہ ہاشم کے لیے نہیں۔ یہ ٹیگ جس کے گلے میں بھی لٹکا ہوتا' اسے یہ ہی پروٹوکول ملتا۔ چاہے اس کا حلیہ اس سے بھی بدتر ہوتا' اس کا احساس کمتری پارے کی طرح اوپر جا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پی آر میں ہونے کی وجہ سے اتنا سوشل ہے۔ اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس کا شوہر پاکستان میں بینک کے چند کلیدی عہدوں میں سے ایک پر براجمان تھا اور اس کے پاس آنے والے لوگوں کی خوش اخلاقی اور گرم جوشی دکھانے کی وجوہات کچھ اتنی فطری نہیں تھیں۔

سالار کے ساتھ کھڑے اسے اپنے ہی حلیے کی چند اور خواتین بھی بالآخر اس مجمع میں نظر آگئی تھیں اور ان کی موجودگی نے اسے کچھ حوصلہ دیا کہ اس جیسے اور بھی اوڈ کپلز وہاں موجود تھے۔

"ڈرنک پلیز!" مشروبات کی ٹرے پکڑے ویٹر نے بالکل اس کے پاس آکر اس سے کہا۔ وہ چونکی اور اس نے ٹرے پر نظر دوڑائی۔ وائن گلاس میں ایپل جوس تھا۔ اس نے ایک گلاس اٹھا لیا۔ ویٹر اب ان کے اردگرد کھڑے چند غیر ملکی افراد کو ڈرنکس پیش کر رہا تھا۔

اپنے سامنے کھڑے ایک غیر ملکی جوڑے سے باتیں کرتے ہوئے سالار نے بے حد غیر محسوس انداز میں امامہ کو دیکھے بغیر' اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔ وہ چونک اٹھی۔ ایک لمحہ کے لیے اسے خیال آیا کہ وہ شاید خود پینا چاہتا ہے لیکن اس کا گلاس ہاتھ میں لیے وہ اسی طرح اس جوڑے سے باتیں کرتا رہا۔ ویٹر دائرے میں کھڑے تمام افراد کو سرو کرتے ہوئے سالار کے پاس آیا۔ سالار نے امامہ کا گلاس بے حد غیر محسوس انداز سے ٹرے میں واپس رکھتے ہوئے ویٹر سے کہا۔

"سوفٹ ڈرنکس پلیز!"

امامہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔ ٹرے میں رکھا اپنا گلاس اس نے دور جاتے دیکھا۔ پھر اس نے سالار کو دیکھا۔ وہ اب بھی ان کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔ ویٹر چند لمحوں کے بعد ایک دوسری ٹرے لیے موجود تھا۔ اس بار اس کے گلاس اٹھانے سے پہلے ہی سالار نے ایک گلاس اٹھا کر اسے دیا اور دوسرا خود پکڑ لیا۔

"اوہ۔ ہیلو۔ سالار!" وہ چالیس' پینتالیس سال کی ایک عورت تھی' جس نے سالار کے قریب آتے ہوئے



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس سے ہاتھ ملایا اور پھر بے حد دوستانہ انداز میں بے تکلفی کے ساتھ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ وہاں موجود دوسرے مردوں کی طرح عورتوں سے گلے نہیں مل رہا تھا لیکن ان میں سے کچھ عورتوں سے ہاتھ ملا رہا تھا اور کئی عورتیں اس سے بات کرتے ہوئے اسی طرح بے تکلفی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ دیتی تھیں۔ امامہ کے لیے فی الحال اتنا کچھ ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ سب وہ ہضم کر لیتی اگر ان کا لباس اتنا قابل اعتراض نہ ہوتا۔

"مجھے کسی نے تمہاری بیوی کے بارے میں بتایا۔ یہ میرے لیے ایک بڑی خبر ہے۔ کب شادی کی تم نے؟"

وہ عورت اب اس سے کہہ رہی تھی۔ سالار نے جواباً" بے حد شائستگی سے امامہ سے اس کا تعارف کروایا۔ مسز لئیق نے اس سے ملتے ہوئے اسے ڈنر پر مدعو کیا۔ سالار نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کوئی دن طے کیے بغیر دعوت قبول کر لی۔ وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اسے ایسے ہی کئی دعوتیں اسی طرح قبول کرتے دیکھ چکی تھی۔ مسز لئیق اب گروپ میں کھڑے دوسرے لوگوں کے ساتھ ہیلو ہائے میں مصروف تھیں۔ تب اس نے اپنے عقب میں کسی کو دیکھ کر سالار کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"ہائے رمشا!"

امامہ نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا۔

"اوہ! ہائے۔" رمشا بھی مسکراتے ہوئے اس کی طرف آئی۔

سالار نے دونوں کا ایک دوسرے سے متعارف کروایا۔ رمشا بڑی خوش دلی سے اس سے ملی۔

"بڑی لکی ہیں آپ۔ اگر آپ اسے پہلے نہ ملی ہوتیں تو اس بندے سے میں نے شادی کر لینی تھی۔" رمشا نے بڑی بے تکلفی سے امامہ سے کہا۔ "بس۔ کچھ دیر ہو گئی مجھے سالار سے ملنے میں۔"

وہ بھی جواباً" خوش دلی سے ہنسا تھا۔

"ولیمہ کب ہے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

"بیس تاریخ کو اسلام آباد میں۔" وہ سالار سے کہہ رہی تھی۔

امامہ نے اس بار سالار کو اسے ٹالتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ملاقات طے کر رہا تھا۔ اس کے پاس آنے والی وہ پہلی لڑکی تھی، جس کے ساتھ سالار کا رویہ کچھ زیادہ بے تکلفی لیے ہوئے تھا۔ رمشا گروپ میں موجود دوسرے لوگوں سے ملنے کے بعد ہال میں موجود دوسرے لوگوں کی طرف جا رہی تھی۔ امامہ اس پر سے نظریں نہیں ہٹا سکی۔

☼ ☼ ☼

"کوئی بات کرو۔" وہاں سے واپسی پر سالار نے اس کی خاموشی محسوس کی۔

"کیا بات کروں؟"

"کوئی بھی۔" وہ پھر خاموش ہو گئی۔

"عجیب لوگ تھے سارے۔" کچھ دیر بعد سالار نے اسے بڑبڑاتے ہوئے سنا۔ وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"عجیب کیوں؟"

"تمہیں عورتیں، اس طرح کے لباس میں یہ سب کرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں؟" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تم نے وہ پہنا جو تمہیں اچھا لگا اور انہوں نے بھی وہ ہی پہنا، جو انہیں پسند تھا۔"

اس نے بے یقینی سے سالار کو دیکھا۔ کم از کم وہ اس سے ایسے جواب کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ "تمہیں کچھ برا



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں لگا؟"

"میرے لیے وہ سب رسپیکٹ ایبل لوگ تھے۔ کچھ میرے کلائنٹس تھے' کچھ کو میں ویسے ہی جانتا ہوں۔"

"تمہیں برا کیوں لگے گا سالار۔۔۔ تم مرد ہو' تمہیں تو بہت اچھا لگے گا' اگر تمہیں عورتیں اس طرح کے کپڑوں میں نظر آئیں گی۔"

بات کرتے ہوئے اسے اندازہ نہیں ہوا کہ اس کا جملہ کتنا سخت تھا۔ سالار کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"میں ایسی گیدرنگز میں مرد بن کر نہیں جاتا' مہمان بن کر جاتا ہوں اور مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ کس نے کیا پہنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ میرے لیے ہر عورت بغیر اپنے پہناوے کے قابل احترام ہے۔ میں لباس کی بنا پر کسی کا کردار نہیں جانچتا۔۔۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم نے دوپٹا لیا ہوا ہے تو تم قابل عزت ہو۔۔۔ اور وہ عورت جو ایک قابل اعتراض لباس پہنے ہوئے ہے وہ قابل عزت نہیں ہے۔ تو تم بالکل غلط ہو۔"

وہ بول نہیں سکی۔ سالار کے لہجے میں اتنے دنوں میں اس نے پہلی بار ترشی محسوس کی تھی۔

"تمہیں کیسا لگے گا اگر کوئی تمہارے پردے کی وجہ سے تمہارے بارے میں یہ ہی بات کہے' جیسی تم ان کے بارے میں کہہ رہی ہو۔"

"تم ان کی حمایت کیوں کر رہے ہو؟" وہ جھنجلائی۔

"میں کسی کی حمایت نہیں کر رہا' صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے' یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔"

"تمہیں یہ سب پسند ہے؟" وہ اس کے سوال پر ہنسا تھا۔

"یہ ایشو نہیں ہے۔ مجھے یہ سب اپنی زندگی کے لیے پسند نہیں ہے لیکن مجھے ایسے ڈنر میں اس لیے جانا پڑتا ہے' کیونکہ مجھے اپنی جاب کی وجہ سے کسی حد تک سوشل رہنا ہے' لیکن میں کسی گیدرنگ میں جا کر یہ طے نہیں کرتا پھرتا کہ ان میں سے کتنے لوگ دوزخ میں جائیں گے اور کتنے جنت میں۔ مجھے جن سے ملنا ہوتا ہے' ملتا ہوں' کھانا کھاتا ہوں اور آ جاتا ہوں۔ میں اپنے سر پر دوسروں کے اعمال کا بوجھ لے کر نہیں آتا۔" وہ اپنی زندگی کی فلاسفی سے اسے پھر حیران کر رہا تھا۔

"ایک بات پوچھوں؟" سالار نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔

"اگر میں تمہاری زندگی میں نہ آتی اور تمہیں شادی کرنی ہوتی تو اس طرح کی لڑکیوں سے کر لیتے' جو آج وہاں تھیں؟"

وہ رمشا کا نام لینا چاہتی تھی لیکن اس نے نہیں لیا۔ وہ خود بھی جان نہیں پائی کہ اس نے یہ سوال سالار سے کیا سننے کے لیے کیا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں پردہ کرنے والی یا پردہ نہ کرنے والی لڑکی میں کس سے شادی کرتا۔" سالار نے براہ راست سوال کر دیا۔

وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی' وہ واقعی یہ ہی پوچھنا چاہتی تھی۔

"آنیسٹلی تمہیں ایک بتاؤں۔۔۔ میں کسی عورت کا صرف پردہ دیکھ کر اس سے شادی نہ کرتا۔ کسی عورت کا پردہ کرنا یا نہ کرنا شاید میرے لیے اتنا اہم نہیں ہے' جتنا اس میں کچھ دوسری خوبیوں کا ہونا۔" اسے آج شاک پر شاک لگ رہے تھے۔

"اگر ایک عورت اللہ کے احکامات پر عمل کرتی ہے' سر اور جسم چھپاتی ہے' اچھی بات ہے لیکن میں اس ایک چیز کے علاوہ بھی اس عورت میں کچھ اور خوبیاں چاہتا' جس سے میں نے شادی کرنی ہوتی۔"



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیسی خوبیاں؟" اسے تجسس ہوا تھا۔

"صبر و برداشت اور اطاعت۔" وہ اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ دونوں نادر کوالیٹیز ہیں۔۔۔ باقی سب کچھ ہوتا ہے لڑکیوں میں۔۔۔ ڈگریز اور لک۔۔۔ اور منیرزم اور پردہ بھی۔۔۔ لیکن یہ دو کوالیٹیز ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔" اگر اسے کوئی زعم تھا تو ختم ہو گیا تھا۔ وہ جن دو خوبیوں کو اپنی ترجیح بتا رہا تھا، وہ اس میں بھی نہیں تھیں۔ یا کم از کم سالار کے لیے فی الحال نہیں تھیں۔ وہ وہاں بیٹھے بیٹھے جیسے اپنا تجزیہ کر رہی تھی۔

"میں کیوں اچھی لگی تمہیں؟" اس نے بالآخر اس سے پوچھ ہی لیا۔

"خالی پردہ تمہیں امپریس نہیں کرتا۔ تحمل اور اطاعت تو میں نے بھی تمہیں کبھی نہیں دکھائی۔۔۔ پھر۔۔۔؟"

"پتا نہیں، یہ وہ سوال ہے جس کا جواب مجھے کبھی نہیں ملا۔ ایک بار نہیں، کئی بار میں نے اپنے آپ سے یہ ہی ایک بات پوچھی ہے۔ تمہیں ناپسند کرنے کی بے شمار وجوہات بتا سکتا ہوں، لیکن پسند کرنے کے لیے میرے پاس کوئی ایک بھی وجہ نہیں۔ میرا مطلب ہے کوئی منطقی جواز۔" وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پہلے تم مجھے intrigue کرتی تھیں۔ پھر تم مجھے irritate کرنے لگیں۔ اس کے بعد تم مجھے haunt کرنے لگیں۔۔۔ پھر میں تم سے جیلس ہونے لگا۔۔۔ پھر envy کرنے لگا۔۔۔ اور پھر محبت۔۔۔" وہ جیسے قدرے بے بسی سے ہنسا۔

"ان ساری اسٹیجز میں صرف ایک چیز کامن تھی۔ میں تمہیں کبھی بھی اپنے ذہن سے نکال نہیں سکا۔ مجھے تمہارا خیال آتا تھا اور آتا رہتا تھا اور بس میرا دل تمہاری طرف کھنچتا تھا۔ خوار جو کرنا تھا اللہ نے مجھے، میری اوقات بتا کر۔ بس اور کوئی بات نہیں تھی۔ اس لیے یہ تو کبھی پوچھو ہی مت کہ کیوں اچھی لگی تھیں تم مجھے۔" وہ محبت سے زیادہ بے بسی کا اظہار تھا اور اظہار سے زیادہ اعتراف۔

"اور اگر یہ سب نہ ہوا ہوتا تو پھر تم میرے بجائے کسی اور لڑکی سے شادی کرتے، مثلاً" رمشا سے۔"

سالار نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر بے اختیار ہنسا۔

"تو یہ سوال رمشا کی وجہ سے ہو رہے تھے۔ یو آر سلی۔"

"تمہیں پسند ہے نا وہ؟" وہ اس کی ہنسی اور تبصرہ نظر انداز کر کے سنجیدہ ہی رہی۔

"ایک دوست اور کولیگ کے طور پر۔" سالار نے کہا۔

امامہ نے جواباً "کچھ نہیں کہا۔ سالار کو لگا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔

"کیا ہوا؟" سالار نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ تمہارے ساتھ کھڑی وہ بہت اچھی لگی تھی مجھے اور پھر۔۔۔"

"بعض دفعہ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے بہت سے لوگ اچھے لگتے ہیں، حتیٰ کہ دو دشمن بھی ساتھ ساتھ کھڑے اچھے لگتے ہیں۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟" سالار نے اس کی بات کاٹی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ ایسے ہی خیال آیا تھا۔"

"میں، تمہارے ساتھ بہت خوش ہوں امامہ! یہ میری زندگی کا سب سے اچھا وقت ہے۔ فی الحال دنیا میں اور کوئی ایسی شے نہیں ہے جس کی مجھے کمی محسوس ہو رہی ہو۔ اس لیے تم اپنے اندازوں اور خیالوں سے باہر آ جاؤ۔ ڈنرز میں جاؤ، کھانا کھاؤ، لوگوں سے گپ شپ کرو۔ اینڈ دیٹس اٹ۔ اس دنیا کو اپنے ساتھ گھر لے کر مت آؤ۔"

اس رات سونے سے پہلے ناول پڑھتے ہوئے وہ سالار کے ساتھ ہونے والی اسی گفتگو کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ اپنے بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا۔ ناول سے نظریں ہٹا کر وہ سالار کو دیکھنے لگی، وہ اپنے کام میں



Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

منہمک تھا۔

"سالار۔۔۔" اس نے کچھ دیر کے بعد اسے مخاطب کیا۔

"ہاں۔۔۔" اسی طرح کام کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"تم اچھے انسان ہو ویسے۔" اس کی تعریف کرتے ہوئے وہ عجیب سی شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔" وہ اسی طرح مصروف تھا۔ کسی رد عمل کے اظہار کے بغیر ای میل کرتے ہوئے' امامہ کو لگا کہ شاید اس نے اس کی بات غور سے نہیں سنی تھی۔ "میں نے تمہاری تعریف کی ہے۔" اس نے دہرایا۔

"بہت شکریہ۔" اس کا لہجہ اب بھی اتنا ہی سرسری تھا۔

"تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔" اس کا اتنا نارمل رہنا ہے' امامہ سے ہضم نہیں ہوا تھا۔

"کس چیز سے؟" وہ چونکا۔

"میں نے تمہاری تعریف کی۔"

"اور میں نے تمہارا شکریہ ادا کر دیا۔"

"لیکن تمہیں اچھا نہیں لگا؟" وہ کچھ متجسس تھی۔

"کیا اچھا لگتا مجھے۔ میری باتیں سن کر اچھا آدمی کہہ رہی ہو' عمل دیکھ کر کہتیں' تب خوشی ہوتی مجھے اور فی الحال میں ایسا کوئی عمل تمہیں پیش نہیں کر سکتا۔"

امامہ بول نہیں سکی' وہ پھر اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ تھا۔

وہ کچھ دیر چپ چاپ اس کا چہرہ دیکھتی رہی' پھر اس نے کہا۔

"تم نے میرے ہاتھ سے وہ ڈرنک کیوں لے لی تھی؟" اسے اچانک یاد آیا تھا۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم مجھے شوٹ کر دو۔" وہ اس کے بے تکے جواب پر حیران ہوئی۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"شراب تھی وہ۔" وہ ہل نہیں سکی۔

"سوری۔۔۔" سالار نے اسکرین سے نظریں ہٹاتے ہوئے اس سے معذرت کی۔ امامہ کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"ان پارٹیز میں ہارڈ ڈرنکس بھی ہوتے ہیں' سوشل ڈرنک بھی جاتی ہے وہاں۔" وہ سنجیدگی سے اسے بتاتے ہوئے دوبارہ اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

امامہ کا دل یک دم جیسے ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار شراب دیکھی تھی۔ اس نے شراب ہاتھ میں لی تھی۔ اگر وہ سالار کے ساتھ کھڑی نہ ہوتی تو شاید پی بھی لیتی۔ اس کا شوہر ان پارٹیز میں جانے کا عادی تھا اور ان پارٹیز میں وہ کہاں تک ایسی چیزوں سے اجتناب کرتا تھا یا کرپاتا تھا۔ اس کا اعتماد پھر تڑخنے لگا تھا۔

وہ چند ہفتوں میں کسی کا کردار نہیں جانچ سکتی تھی۔ وہ بھی تب' جب وہ اسے شادی کے اس پہلے مہینے میں مکمل طور پر متاثر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

چند لمحے پہلے دل میں سالار کے لیے نمودار ہونے والا احترام سیکنڈز میں غائب ہوا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)



Scanned By Pakistanweb.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

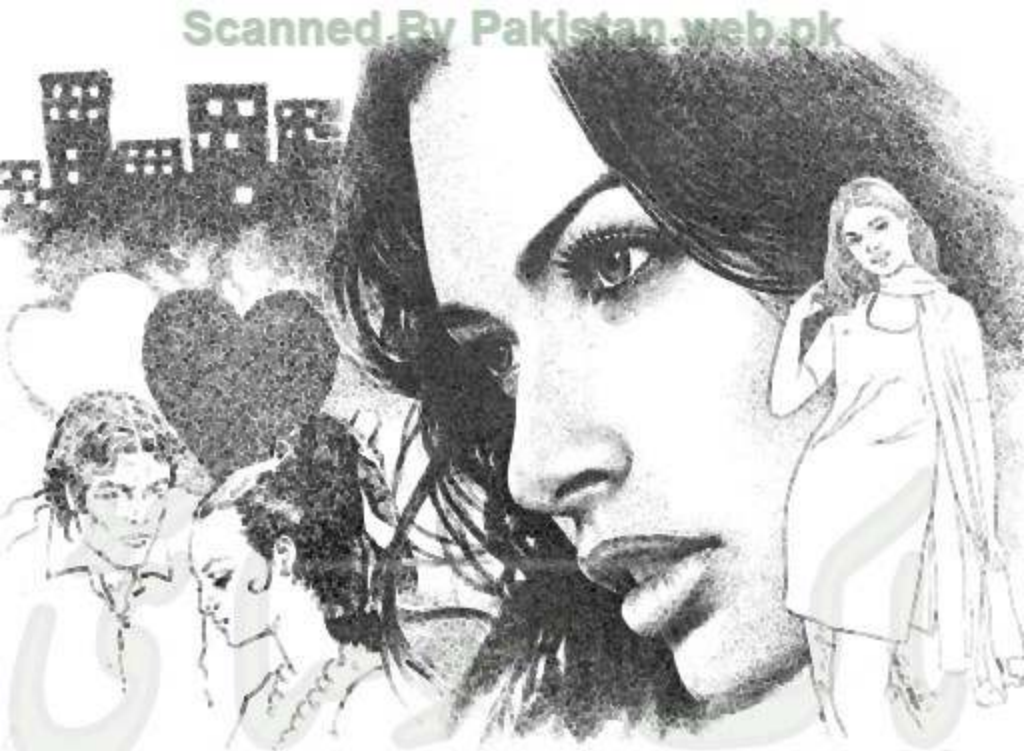

عمیرہ احمد

# آبِ حیات

آبِ حیات کی کہانی تاش کے تیرہ پتوں میں چھپی ہوئی ہے۔

2۔ ایک خوب صورت اتفاق نے امامہ اور سالار کو یکجا کر دیا ہے۔ سالار نے امامہ کو امپریس کر دیا ہے۔ وہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے امامہ شادی سے قبل سوچتی تھی اور جو اسے اس کے والد ہاشم نے دیے تھے۔ سکندر عثمان نے اس شادی کو کھلے دل سے قبول کیا۔

9۔ سی ٹی اے ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں چار اشخاص گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے ایک پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں ایک شخص بلکہ اس کی پوری فیملی کے تمام ہیروئی معاملات اور ذاتی زندگی کی تمام تر مکمل معلومات حاصل ہیں اور انہیں اس میں سے کسی ایسے پوائنٹ کی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر وہ اس شخص پر ہاتھ ڈال سکیں۔ لیکن اس شخص سمیت اس کی فیملی کے نہایت شفاف ریکارڈ سے اب تک کوئی مشکوک بات نہیں نکل سکی مگر آخری پندرہ منٹ میں انہیں اس فیملی کی کسی لڑکی کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے کوئی سراغ مل جاتا ہے۔

10۔ وہ کئی راتوں سے تکلیف میں تھی۔ سکون آور ادویات کے بغیر سو نہیں پاتی تھی۔ وہ اپنے باپ سے بس ایک سوال



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned by Pakistan.web.pk

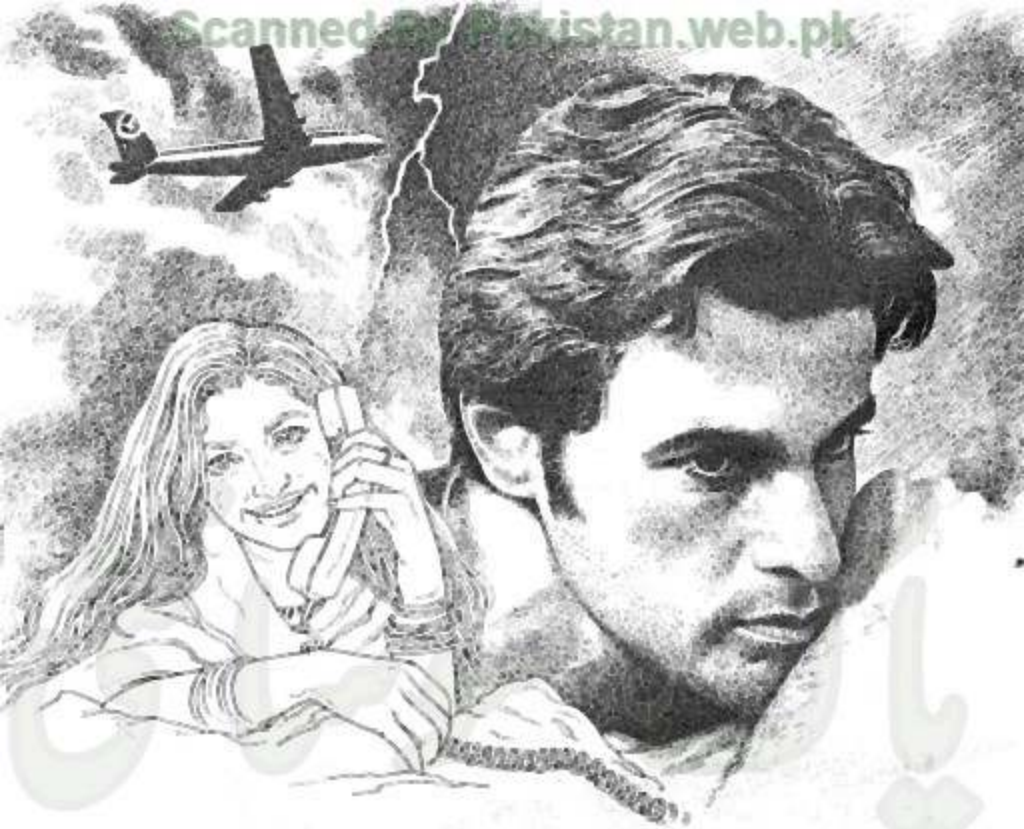

کرنے تلی تھی کہ اس نے اس کی فیملی کو کیوں مار ڈالا۔

6۔ اسپیلنگ بی کے بانوے مقابلے کے فائنل میں تیرہ سالہ اور نو سالہ دو بچے چودھویں راؤنڈ میں ہیں۔ تیرہ سالہ نینسی نے نو حرفوں کے لفظ کا ایک حرف غلط بتایا۔ اس کے بعد نو سالہ ایک خود اعتماد بچے نے گیارہ حرفوں کے لفظ کی درست اسپیلنگ بتادیں۔ ایک اضافی لفظ کے درست ہجے بتانے پر وہ مقابلہ جیت سکتا تھا۔ جسے غلط بتانے کی صورت میں تیرہ سالہ بچی دوبارہ فائنل میں آجاتی۔ وہ اضافی لفظ سن کر اس خود اعتماد مطمئن اور ذہین بچے کے چہرے پر پریشانی پھیلی جسے دیکھ کر اس کے والدین اور ہال کے دیگر مہمان بے چین ہوئے مگر اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اس کی سات سالہ بہن مسکرادی۔

8۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بددیانتی کررہی ہے مگر پھر بھی اس نے اس کتاب کے پہلے باب میں تبدیلی کردی اور ترمیم شدہ باب کا پرنٹ نکال کر دیگر ابواب کے ساتھ فائل میں رکھ دیا۔

7۔ وہ دونوں ایک ہوٹل کے بار میں تھے۔ لڑکی نے اسے ڈرنک کی آفر کی مگر مرد نے انکار کردیا اور سگریٹ پینے لگا۔ لڑکی نے پھر ڈانس کی آفر کی اس نے اس بھی انکار کردیا۔ وہ لڑکی اس مرد سے متاثر ہورہی تھی۔ وہ اسے رات ساتھ گزارنے کے بارے میں کہتی ہے۔ اب کے وہ انکار نہیں کرتا۔

4۔ وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ آئی ہے۔ ایک بوڑھی عورت کے سوال و جواب نے اسے سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔ اب وہ خود اپنے اس اقدام سے غیر مطمئن اور ملول نظر آتی ہے۔

5۔ وہ جیسے ہی گھر آیا۔ معمول کے مطابق اس کے دونوں بچے اپنا کھیل چھوڑ کر اس کے گلے آلگے۔ حسب معمول اس کی بیوی نے بھی جو تیسری بار امید سے تھی اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ لان میں اپنی بیوی بچوں کو مطمئن و مسرور دیکھ کر سوچ رہا ہے کہ اگر وہ چند پیپر پھاڑ کر پھینک دے تو اس کی زندگی آئندہ بھی اسی طرح خوب صورت رہ سکتی ہے۔ مگر وہ ضروری فون آجاتا ہے۔ جس کا وہ انتظار کررہا ہے۔ اب اسے اپنی فیملی اور اسٹیٹس میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

8۔ پریذیڈنٹ ایک انتہائی مشکل صورت حال سے دوچار تھا۔ اس کا فیصلہ کانگریس کے الیکشنز پر بری طرح اثر انداز ہو سکتا تھا۔ کیبنٹ کے چھ ممبرز کے ساتھ پانچ گھنٹے کی طویل نشست کے بعد اسے پندرہ منٹ کا وقفہ لینا پڑا تھا۔ فیصلے کی ذمہ داری اس کے سر تھی۔ آخر کار وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا۔

10۔ الزائمر کے مریض باپ کو وہ اپنے ہاتھوں سے یخنی پلا رہا تھا۔ اس کے انداز میں اپنے باپ کے لیے نہایت پیار' احترام اور تحمل ہے۔ اس کے باپ کو معلوم نہیں کہ وہ اس کے ہاتھ سے آخری بار کھانا کھا رہا ہے۔ اس کا سامان ایئرپورٹ پر جا چکا ہے اور وہ گاڑی کا انتظار کر رہا ہے۔

Q۔ وہ نیلے رنگ کی شفاف جھیل پر اس کے ہمراہ ہے۔ خوب صورت حسین مناظر میں گھری جھیل میں وہ صندل کی لکڑی کی کشتی میں سوار ہے۔

K۔ وہ تیسری منزل پر بنے اپارٹمنٹ کے بیڈروم کی کھڑکی سے ٹیلی اسکوپ کی مدد سے ساٹھ فٹ کے فاصلے پر اس بینکوئٹ ہال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ ٹائم نوٹ کر رہا ہے۔ پندرہ منٹ بعد وہ مہمان بینکوئٹ ہال میں داخل ہو گا۔ وہ ایک پروفیشنل شوٹر ہے۔ اسے مہمان کو نشانہ بنانے کے لیے ہائر کیا گیا ہے۔

Z۔ وہ اس سے اصرار کر رہی ہے کہ نجومی کو ہاتھ دکھایا جائے۔ وہ مسلسل انکار کرتا ہے مگر اس کی خوشی کی خاطر مان لیتا ہے نجومی لڑکی کا ہاتھ دیکھ کر بتاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر شادی کی دو لکیریں ہیں۔ دوسری لکیر مضبوط اور خوشگوار شادی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ دونوں ساکت رہ جاتے ہیں۔

## آدم و حوا

ایک خوب صورت اتفاق نے سالار اور امامہ کو یکجا کر دیا۔ اس نے امامہ کو نو سال بعد دیکھا تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی کا پہلا اختلاف لائٹ پر ہوا۔ سالار کو لائٹ آن کر کے سونے کی عادت تھی جبکہ امامہ کو روشنی میں نیند نہیں آتی تھی۔ لیکن سالار نے امامہ کی بات مان لی۔ صبح وہ امامہ کو جگائے بغیر سحری کر کے نماز پڑھنے چلا جاتا ہے' امامہ سحری کے لیے اٹھتی ہے تو فرقان کے گھر سے کھانا تیار رکھا ہوتا ہے۔ امامہ اسے سالار کی بے اعتنائی سمجھتی ہے۔ سعیدہ اماں سے فون پر بات کرتے ہوئے وہ رو پڑتی ہے اور وجہ پوچھنے پر اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ سالار کا رویہ اس کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ سعیدہ اماں کو سالار پر سخت غصہ آتا ہے۔ وہ ڈاکٹر سبط علی کو بھی بتا دیتی ہیں کہ سالار نے امامہ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سالار ڈاکٹر سبط علی کے گھر امامہ کا روکھا رویہ محسوس کرتا ہے سعیدہ اماں بھی سالار کے ساتھ ناراضی سے پیش آتی ہیں۔ پھر امامہ اس رات سعیدہ اماں کے ہی گھر رہ جاتی ہے۔ سالار کو اچھا نہیں لگتا مگر وہ منع نہیں کرتا۔ امامہ کو یہ بھی برا لگتا ہے کہ اس نے ساتھ چلنے پر اصرار نہیں کیا۔ اس کو سالار سے یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ اس نے اسے منہ دکھائی نہیں دی۔ سالار اپنے باپ سکندر عثمان کو بتا دیتا ہے کہ اس کی شادی آمنہ نامی جس لڑکی سے ہوئی ہے وہ دراصل امامہ ہے۔ سکندر عثمان اور طیبہ سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ امامہ کو فرقان کے گھر روزانہ کھانا کھانے پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور سالار کے ہی فوڈ کھانے پر بھی۔ سکندر عثمان' طیبہ اور انیتا ان دونوں سے ملنے آتے ہیں اور امامہ سے بہت پیار سے ملتے ہیں۔ وہ سالار کا ولیمہ اسلام آباد میں کرنے کے بجائے اب لاہور میں کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ ڈاکٹر سبط امامہ سے سالار کے ناروا سلوک کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو وہ شرمندہ سی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بات اتنی بڑی نہیں تھی جتنی اس نے بنا ڈالی تھی۔ سالار' امامہ سے اسلام آباد چلنے کو کہتا ہے۔ تو امامہ خوف زدہ ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سبط' سالار کو سمجھاتے ہیں۔ وہ خاموشی سے سنتا ہے۔ وضاحت اور صفائی میں کچھ نہیں بولتا مگر ان کے گھر سے واپسی پر وہ امامہ سے ان شکایتوں کی وجہ پوچھتا ہے۔ وہ جواباً روتے ہوئے وہی بتاتی ہے' جو سعیدہ اماں کو بتا چکی ہے۔ سالار کو اس کے آنسو تکلیف دیتے ہیں' پھر وہ اس سے معذرت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ آئندہ جو بھی شکایت ہو' کسی اور سے نہ کرنا' ڈائریکٹ مجھے ہی بتانا' وہ اس کے ساتھ سعیدہ اماں کے گھر سے جہیز کا سامان لے کر آتا ہے' جو کچھ امامہ نے خود جمع کیا ہوتا ہے اور کچھ ڈاکٹر سبط نے اس کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں گھٹیا رومانوی ناول دیکھ کر سالار کو کوفت



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

ہوتی ہے اور وہ انہیں تلف کرنے کا سوچتا ہے۔ مگر امامہ کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ سالار اپنے بینک میں امامہ کا اکاؤنٹ کھلوا کر تیس لاکھ روپے اس کا حق مہر جمع کرواتا ہے۔ وہ امامہ کو لے کر اسلام آباد جاتا ہے اور ایئرپورٹ پر اسے بتاتا ہے کہ سکندر عثمان نے منع کیا تھا۔ امامہ کو شدید غصہ آتا ہے۔ گھر پہنچنے پر سکندر عثمان اس سے شدید غصہ کرتے ہیں۔

## پانچویں قسط

وہ جس شیشے سے اسے دیکھ رہی تھی' وہ پھر دھندلا گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ سالار سے اگلا جملہ کیا کہے۔ وہ دوبارہ اپنی ای میل کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ کتاب میں امامہ کی دلچسپی مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

ڈیپریشن کے دورے کا آغاز نئے سرے سے ہوا تھا۔ دوسرے بیڈ روم کے باتھ روم میں آکر وہ بے مقصد اپنا دایاں ہاتھ رگڑ رگڑ کر دھوتی رہی۔ یہ احمقانہ حرکت تھی اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا' لیکن وہ اس وقت اپنی ذہنی پریشانی لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ واقعی بہت اپ سیٹ تھی۔ وہ شراب کا ایک گلاس نہیں تھا' بلکہ اس کی ازدواجی زندگی میں آنے والی پہلی کھائی تھی' پہلی اور سب سے بڑی۔ اس کے لیے یہ یقین کرنا ناممکن ہو رہا تھا کہ وہ ایسی کمپنی کے ہوتے ہوئے شراب سے مکمل اجتناب کرتا ہوگا اور شراب پینے کا کیا مطلب تھا۔۔۔؟ یہ کسی کو سمجھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بے مقصد گھر کے ہر کمرے میں پھرتی رہی۔ نیند مکمل طور پر اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی تھی۔

"اللہ سکون کے آسمان کو اندیشوں کی زمین کے بغیر کیوں نہیں کھڑا کرتا؟" اس نے ٹیرس سے بے مقصد نیچے جھانکتے ہوئے سوچا تھا۔

وہ اس تاریکی اور سردی میں کتنی ہی دیر ٹیرس کی ریلنگ کے پاس کھڑی نیچے دیکھتی رہی' اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔

"تم کیا کر رہی ہو یہاں؟" اپنے عقب میں سالار کی آواز نے اس کی سوچوں کے تسلسل کو توڑا۔ وہ کمرے سے اس کی طویل عدم موجودگی کی وجہ سے اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں آیا تھا۔

"میں۔۔۔؟" امامہ نے چونک کر پلٹ کر اسے دیکھا۔ "میں نیچے دیکھ رہی تھی۔"

"نیچے کیا ہے؟" سالار نے اس کے قریب آکر نیچے جھانکا۔

"نیچے۔۔۔؟" امامہ کو خود بھی پتا نہیں چلا کہ اس نے نیچے کیا دیکھا تھا۔

"نیچے۔۔۔؟۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔" سالار نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ اسے غائب دماغ لگی تھی غائب دماغ یا پھر پریشان۔

"اندر چلیں؟" وہ کوئی جواب دینے کے بجائے اپنی شال ٹھیک کرتی ہوئی اس کے ساتھ اندر آگئی۔

"تم سو جاؤ' میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔" اس نے اندر آتے ہوئے سالار سے کہا۔

"میں کچھ دیر ٹی وی دیکھوں گی۔" سالار ٹھٹک گیا۔

امامہ ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں لیے اب ٹی وی آن کر رہی تھی۔ شادی کے بعد پہلی مرتبہ وہ ٹی وی میں اتنی دلچسپی ظاہر کر رہی تھی۔

"ٹی وی پر کوئی خاص پروگرام آرہا ہے؟" اس نے پوچھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"نہیں ویسے ہی دیکھوں گی۔" امامہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ چلا جائے۔ وہ جانے کے بجائے صوفے پر اس کے برابر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے امامہ کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول لے کر ٹی وی آف کیا اور ریموٹ کنٹرول سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا۔

امامہ نے کچھ جز بز ہو کر اسے دیکھا۔

"میں شراب نہیں پیتا امامہ! میں یہ پھل چکھ چکا ہوں' اس کا ذائقہ کیسا ہے' اس کا اثر کیا ہے۔ میں دونوں سے واقف ہوں' مجھے شراب میں کوئی غم ڈبونا ہے نہ کسی سرور کی تلاش ہے۔ میرے لیے یہ ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کو میں چھوڑ چکا ہوں۔ تم ہر روز اللہ تعالیٰ سے بس یہ دعا کیا کرو کہ وہ مجھے سیدھے راستے سے نہ بھٹکائے۔" وہ اس سے سوال کی توقع کر رہی تھی' جواب کی نہیں۔ وہ جیسے کسی سائیکالوجسٹ کی طرح اس کا ذہن پڑھ رہا تھا۔

"اب تمہیں ٹی وی دیکھنا ہے تو دیکھو' ورنہ آکر سو جاؤ! گڈ نائٹ۔"

اس نے ٹی وی آن کرتے ہوئے امامہ کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول دیا' اور بیڈ روم میں چلا گیا۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

"انسان کو کون سی چیز بدل دیتی ہے؟ وقت؟ حالات؟ زندگی؟ تجربہ؟ تکلیف؟ تلاش؟ محبت؟... یا پھر اللہ؟" اس نے ٹی وی آف کرتے ہوئے سوچا۔

☼ ☼ ☼

سالار کے ساتھ اس گفتگو نے اس کے لیے بہت آسانی پیدا کر دی تھی۔ دوبارہ ڈنر پر جاتے ہوئے امامہ نے وہاں آنے والے لوگوں کو اس طرح نہیں جانچا تھا جس طرح پچھلی بار جانچا تھا۔ اس بار وہ اسے اتنے برے نہیں لگے تھے' جتنے پہلی بار لگے تھے' پہلے کی طرح اسے احساس کمتری کا دورہ پڑا تھا' نہ ہی احساس برتری کا' اور نہ ہی نیم عریاں لباس میں عورتوں کو دیکھ کر اس نے کسی احساس برتری کی ٹوپی پہنی تھی اور ان تعصبات کے بغیر اس کے لیے وہاں جانا قدرے آسان ہو گیا تھا۔

"تم کسی سے کوئی بات کیوں نہیں کرتیں؟"

وہ شاید چوتھا ڈنر تھا' جب واپسی پر رات کو سونے سے پہلے کپڑے تبدیل کرنے کے بعد سالار نے اس سے پوچھا۔ وہ ناول پڑھتے ہوئے چونکی تھی۔

"کیسی بات؟"

"کوئی بھی بات...؟" وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"جب کوئی مجھ سے کچھ پوچھتا ہے تو میں جواب دیتی ہوں۔"

"لیکن تم بھی تو کسی سے کچھ پوچھا کرو۔" وہ ان پارٹیز میں اس کی مسلسل خاموشی کو نوٹس کر رہا تھا۔

"کیا پوچھا کروں؟"

سالار اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔ وہ واقعی سنجیدہ تھی۔

"تم حال چال پوچھو' پھر تم فیملی کے بارے میں پوچھ سکتی ہو' بچوں کے بارے میں بات کر سکتی ہو۔ فار گاڈ سیک امامہ! عورتوں کو تو یہ نہیں بتانا پڑتا کہ انہیں آپس میں کیا باتیں کرنی ہے۔" وہ اسے بتاتے بتاتے کچھ سٹپٹا سا گیا۔

"اچھا میں کوشش کروں گی۔" اس نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"میرا یہی سوشل سرکل ہے' یہی لوگ بار بار ملیں گے تمہیں' ان ہی میں سے تم نے دوست بنانے ہیں۔"

"لیکن میں نے دوست بنا کر کیا کرنا ہے؟" اس نے دوبارہ ناول کھولتے ہوئے کہا۔ سالار نے ہاتھ بڑھا کر ناول اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کتابیں اچھی ہوتی ہیں' لیکن ایک دنیا ان کے باہر ہے' وہ بھی اچھی ہے۔" وہ سنجیدہ تھا۔ وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"لوگوں سے چھپ چھپ کر' بھاگ بھاگ کر' اب بہت مشکل ہو گیا ہے دوبارہ ان کے ساتھ چلنا۔" وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"اسی لیے چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ انٹرایکٹ کرو۔ اب ضرورت نہیں رہی چھپنے کی' جہاں میں تمہیں لے کر جاتا ہوں' وہاں تم میری فیملی ہو۔ وہاں کوئی تم سے تمہاری فیملی کے بارے میں انوسٹی گیٹ نہیں کرے گا۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"اچھا میں کوشش کروں گی۔"

اس نے غیر محسوس انداز میں سالار کے ہاتھ سے کتاب لیتے ہوئے کہا۔

"بھابھی کے ہاں بھی جایا کرو۔" وہ اسے نوشین کے بارے میں کہہ رہا تھا۔

"جاتی ہوں۔" اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

وہ اسے چپ چاپ کچھ دیر دیکھتا رہا۔

"اب اس طرح مت دیکھو مجھے۔" امامہ نے اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے گردن موڑ کر کہا۔ "میں نے کہا ہے نا میں کوشش کروں گی۔"

وہ کچھ کہنے کے بجائے کمبل کھینچتا ہوا چت لیٹ گیا تھا۔ وہ دوبارہ کتاب پڑھنے لگی' لیکن کچھ دیر بعد اسے سالار کی نظریں پھر خود پر محسوس ہوئی تھیں۔

"اب کیا ہے؟" اس نے کچھ جھنجلا کر سالار کو دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں۔" امامہ نے اس کی نظروں میں کوئی بے حد عجیب سا تاثر محسوس کیا تھا۔ وہ بہت سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

عید کے دو ہفتے کے بعد اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ان کے ولیمہ کی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اگر سالار کی ضد نہ ہوتی تو سکندر کبھی اس تقریب کے لیے اسلام آباد کا انتخاب نہ کرتے' لیکن سالار کی ضد کے سامنے سکندر نے بالآخر گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ سکندر کے دوسرے بچوں کے برعکس ولیمہ کی یہ تقریب خاصی سادگی سے ہوئی تھی۔ میوزک کا وہ اہتمام جو سکندر کے گھر کی تقریبات کا حصہ سمجھا جاتا تھا' وہ اس تقریب سے غائب تھا۔ مینو اتنا لیوش نہیں تھا' جتنا پہلے ہوتا تھا' لیکن مہمانوں کی تعداد تقریباً اتنی ہی تھی' جتنی عام طور پر سکندر کی تقریبات میں ہوا کرتی تھی۔

دو ہزار کے قریب افراد کی موجودگی میں امامہ اتنا ہی غیر آرام دہ محسوس کر رہی تھی' جتنا اسے کرنا چاہیے تھا۔ مہمانوں کی ایک بڑی تعداد سے وہ پہلے ہی سالار کی عید ملن پارٹیز اور دوسرے ڈنرز میں چند دن پہلے واقف ہو چکی تھی۔ اب تعارف کچھ نئے طریقے سے اور دوبارہ ہو رہا تھا۔ ان کمفرٹیبل ہونے کے باوجود وہ خوش تھی اور



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

طمانیت کا احساس لیے ہوئے تھی۔ وہ باقاعدہ طور پر سالار کی فیملی کا حصہ بن کر جیسے کسی چھت کے نیچے آگئی تھی۔

وہ ولیمہ کے بعد دو ہفتے کے لیے بہماس گئے تھے۔ پاکستان سے باہر سالار کے ساتھ امامہ کا یہ پہلا سفر تھا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ زندگی میں دوبارہ کبھی ان پندرہ دنوں جیسے پرسکون اور بے فکری کے دن ان کی زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں آنے والے تھے۔ وہ زندگی میں اس سے زیادہ خوب صورت جگہوں پر اس سے زیادہ سہولت کے ساتھ جاتے تب بھی زندگی کے ان دنوں کو واپس نہیں لا سکتے تھے۔ جب ان دونوں کے درمیان رشتہ نیا تھا لیکن تعلق پرانا جب ایک دوسرے پر اعتماد زیادہ نہیں تھا لیکن توقعات اور امیدیں بہت تھیں اور جب ان دونوں کے درمیان ابھی شکایتوں اور تلخیوں کی دیواریں کھڑی نہیں ہوئی تھیں زندگی ایک دوسرے سے شروع ہو کر ایک دوسرے پر ہی ختم ہو رہی تھی۔

سالار کا فون انٹرنیشنل رومنگ پر تھا لیکن دن کا زیادہ وقت وہ آف رہتا تھا۔ بینک اور اس سے متعلقہ کاموں کو پندرہ دنوں کے لیے اس نے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا اور ایک سیل کے آف رہنے سے ان کی زندگی میں حیران کن تبدیلی آئی تھی۔ ان کے پاس ایک دوسرے سے بات کرنے کے لیے بہت زیادہ وقت تھا اور اس وقت میں سیل فون مداخلت نہیں کر رہا تھا۔

ایک دوسرے سے کہی جانے والی ساری باتیں بے معنی تھیں ساری باتیں بے مقصد تھیں اور ساری باتیں "ضروری" تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے بچپن اپنے ماضی کے سارے قصے ساری خوشگوار باتیں بتاتے رہے تھے جو ایسے ہی ٹرپس اور resorts سے جڑی ہوئی تھیں۔

سمندر کے پانی کے اس جھیل نما حصے پر بنے بہت سے رانچز میں سے ایک پر بیٹھے شفاف پانی میں نظر آتی مختلف قسم کی آبی مخلوق کو دیکھتے اور ایک دوسرے کو دکھاتے انہیں پتا نہیں کیا کیا یاد آتا رہتا پھر انہیں ہنسی کے دورے پڑتے۔ بے وجہ ہنسی جس کا تعلق کسی چیز سے نہیں صرف اس ذہنی کیفیت سے تھا جس میں وہ ان دنوں تھے۔

سالار بہماس پہلے بھی دوبارہ آچکا تھا اور اس کے لیے وہ جگہ نئی نہیں تھی۔ وہ اسے لے کر ان تمام جگہوں پر جا رہا تھا جو سی فوڈز کے لیے مشہور تھیں اور امامہ کو پہلی بار اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے کس حد تک سی فوڈ پسند ہے۔ خود اس نے سالار کے اصرار اور دباؤ کے باوجود مچھلی کے علاوہ کسی دوسری چیز کو چکھنے تک کی ہمت نہیں کی تھی۔

"ہم اپنے گھر میں اس طرح کا ایک رانچ بھی بنوائیں گے۔"

وہ اس صبح پھر لکڑی کے تختے پر آکر پانی میں ٹانگیں ڈبوئے بیٹھے تھے جب امامہ نے کہا۔

سالار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ ایک لمحہ کے لیے وہ اسے مذاق سمجھا تھا لیکن وہ بے حد سنجیدہ جھکی ہوئی پانی کو مٹھی میں لیے اچھال رہی تھی۔

"کس پر بنائیں گے؟" سالار نے جیسے اسے کچھ یاد دلانے کی کوشش کی۔

"جھیل پر۔" وہاں بلا کی سنجیدگی تھی۔

"اور جھیل کہاں سے آئے گی؟" وہ ہکا بکا تھا۔

"وہ تم بناؤ گے نا۔" وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اور اس جھیل میں پانی کہاں سے آئے گا؟"

امامہ نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔

"نہر کے ذریعے۔" وہ ہنس پڑا لیکن امامہ نہیں ہنسی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"پانی کی نہر نکالنا دودھ کی نہر سے زیادہ مشکل ہے' سویٹ ہارٹ!"
اس نے امامہ کے کندھوں پر بازو پھیلایا۔ امامہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔
"تم نہیں بنا کر دو گے؟" وہ سوال نہیں تھا' دھمکی تھی۔
"ہم یہاں آجایا کریں گے' بلکہ اگلے سال میں تمہیں ماریشس لے کر جاؤں گا' پھر اس سے اگلے سال مالدیپ۔"
امامہ نے اس کی بات کاٹی۔
"تم نہیں بنا کر دو گے جھیل؟"
"امامہ! جھیل کیسے بنا کر دوں میں تمہیں۔۔۔؟ ہاں' یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ پر گھر بنائیں جہاں قدرتی طور پر آس پاس اس طرح پانی ہو۔" سالار نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی۔
فی الحال وہ اسے صاف لفظوں میں اس رانچ پر بیٹھ کر اپنے ہنی مون ٹرپ کے دوران اور غیر رومانوی باتوں کے درمیان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ عقل سے پیدل ہے اور جاگتے میں خواب دیکھ رہی ہے اور وہ بھی احمقانہ۔
"ہاں' یہ ٹھیک ہے۔" اس پر بروقت اثر ہوا تھا اور سالار نے جیسے اطمینان کا سانس لیا۔
"سالار' تم بہت اچھے ہو۔" امامہ نے اب اس کا ہاتھ پیار سے پکڑتے ہوئے کہا۔
"امامہ! یہ بلیک میلنگ ہے۔" سالار نے ہاتھ چھڑائے بغیر گہرا سانس لے کر احتجاج کیا۔ وہ اس کے جھوٹ کو اس کے گلے کی ہڈی بنا رہی تھی۔
"ہاں! ہے تو۔" اس نے بڑے آرام سے کندھے اچکا کر ہنستے ہوئے کہا۔
وہاں باقی دن امامہ نے اس رانچ کا دوبارہ ذکر نہیں کیا تھا اور سالار نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسے امید تھی وہ اس رانچ کے بارے میں بھول گئی ہوگی لیکن ایسا نہیں تھا۔
واپس آنے کے چوتھے دن بعد اس نے فخریہ انداز میں سالار کو اس گھر کے نئے ڈیزائنز دکھائے تھے۔ وہ جھیل اور رانچ بھی اس کا حصہ بن چکے تھے۔ وہ اب اس پر کیا کہہ سکتا تھا۔ وہ ہنی مون اسے بہت مہنگا پڑا تھا۔ وہ دنیا کی پہلی بیوی تھی جس نے اپنے ہنی مون ٹرپ پر ایک جھیل اور رانچ کی شاپنگ کی تھی۔ اور وہ دنیا کا پہلا شوہر تھا جس نے اس شاپنگ پر اعتراض نہیں کیا تھا۔
ان کے اپارٹمنٹ کی دیوار پر اب کچھ اور تصویروں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ کچھ اور یادوں اور خوشگوار لمحوں کا۔۔۔ ان کے ولیمہ کا فوٹو شوٹ۔ پیچ کلر کے شرارے میں بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس سالار کے ساتھ وہ پہلی بار دلہن کے روپ میں تھی۔۔۔ وہ سالار کی فیورٹ تصویر تھی۔ اور ان کے ہنی مون کی تصویریں جس میں تقریباً ایک جیسی سفید ٹی شرٹس میں' وہ ایک بیچ پر کھڑے نظر آرہے تھے۔ ان ساری تصویروں میں صرف ایک چیز کامن تھی' ان کے چہرے اور آنکھوں میں نظر آنے والی خوشی اور چمک' ان کے ہونٹوں پر موجود وہ مسکراہٹ' جو ان تصویروں پر نظر ڈالنے والی کسی بھی پہلی نظر کو ایک لمحہ کے لیے مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

They were made for each other

(وہ ایک دوسرے کے لیے بنے تھے۔)

کم از کم وہ تصویریں ہر لحاظ سے یہ ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔

☼ ☼ ☼



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

زندگی آہستہ آہستہ اپنے معمول پر آ رہی تھی۔ سالار واپس آنے کے بعد مصروف ہو گیا۔ وہ بینک سے تقریباً" دس بجے گھر آ رہا تھا اور پہلے کی طرح گھر سے کافی کے لیے باہر نکلنے کا سلسلہ کچھ عرصے کے لیے منقطع ہو گیا تھا۔ ان کے درمیان بات چیت صبح ناشتے کی میز پر ہو رہی تھی یا رات کے کھانے کی میز پر۔ سالار کے اصرار کے باوجود وہ کھانے پر اس کا انتظار کیا کرتی تھی۔ اسے کھانے سے زیادہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے ان باتوں میں دلچسپی تھی جو وہ اس کے ساتھ کیا کرتی تھی اور سالار کو بہت جلد اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس نے بالآخر اسے اکیلے کھانا کھا لینے پر مجبور کرنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ نوشین کے ساتھ اب وقتاً" فوقتاً" گھر سے نکلنے لگی تھی۔ اس کی زندگی کا دائرہ اب گھر سے باہر تک بڑھنے لگا تھا اور سالار اس چیز کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ وہ واقعی چاہتا تھا کہ وہ اس کی انگلی پکڑ کر چلنا چھوڑ دے اور یہ تب ہی ممکن تھا اگر اسے اس کے علاوہ پکڑنے کے لیے کچھ اور ہاتھ نظر آتے۔

☼ ☼ ☼

وہ اس دن چینل سرفنگ کر رہی تھی جب اس کی نظریں ایک چینل پر ٹھہر گئیں۔ چند لمحوں کے لیے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ اسٹاک مارکیٹ کے حوالے سے کوئی پروگرام تھا اور اس میں شامل دو شرکا میں سے ایک سالار بھی تھا۔ ایک لمحہ کے لیے امامہ کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اسکرین پر سالار کو دیکھ رہی ہے لیکن چند لمحوں کے بعد سالار کا نام اور اس کا عہدہ اسکرین پر چند لمحوں کے لیے فلیش ہوا۔

"تو وہ مجھ سے جھوٹ بول رہا تھا...؟" امامہ نے اس کا عہدہ دیکھ کر سوچا۔ وہ پی آر سے منسلک نہیں تھا لیکن اس وقت اسے اسکرین پر دیکھتے ہوئے وہ اتنی ایکسائیٹڈ تھی کہ اس نے سالار کے جھوٹ اور اس کی وجوہات پر غور ہی نہیں کیا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے فنانس سے متعلق کوئی پروگرام اتنے شوق اور لگن سے دیکھا تھا۔ وہ سالار کو اکثر اسی طرح کی گفتگو فون پر کرتے سن چکی تھی اور اس نے کبھی اس پر غور بھی نہیں کیا تھا لیکن اسکرین پر آدھا گھنٹہ اس پروگرام میں اسے سنتے اور دیکھتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ وہ بہت امپریسیو تھا۔ کمپوزڈ... کانفیڈنٹ... بے حد شارپ ایک مکمل پروفیشنل... وہ زندگی میں پہلی بار اس کی شکل و صورت اور پرسنالٹی پر غور کر رہی تھی اور پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس کی آواز بہت اچھی ہے۔ شادی کے تقریباً" دو مہینے کے بعد پہلی بار ٹی وی پر اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے وہ اس سے بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔

سالار کسی پوسٹ لنچ میٹنگ میں تھا جب امامہ نے اسے فون کیا۔ میٹنگ تقریباً" ختم ہو رہی تھی اس لیے وہ کال لیتے ہوئے بورڈ روم سے نکل گیا۔

"سالار! تم ٹی وی پر آئے ہو؟" امامہ نے چھوٹتے ہی اس سے کہا۔

ایک لمحے کے لیے سالار سمجھ نہیں سکا۔

"کیا؟"

"تم ٹی وی چینل پر آئے تھے ایک پروگرام میں اور تم نے مجھے بتایا نہیں؟"

"وہ وہ پہلے ریکارڈ کیا تھا انہوں نے 'ریپیٹ' کیا ہو گا۔" سالار کو یاد آ گیا۔

"تم کیا کر رہی ہو؟" اس نے موضوع بدلا لیکن امامہ کس حد تک اس پروگرام سے متاثر تھی اس کا اندازہ اسے رات کو گھر آ کر ہوا تھا۔

"میں نے اسے ریکارڈ کر لیا ہے۔" وہ کھانا کھا رہے تھے جب امامہ نے اچانک اسے بتایا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"کسے؟" وہ چونکا کیونکہ وہ کوئی اور بات کر رہے تھے۔
"تمہارے اس پروگرام کو۔"
"اس میں ریکارڈ کرنے والی کیا بات تھی؟" وہ حیران ہوا۔
"تم ٹی وی پر بہت اچھے لگ رہے تھے۔" امامہ نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے کہا۔
"اور تم انویسٹمنٹ بینکنگ میں ہو۔۔۔ بی آر میں نہیں؟" امامہ نے اسے جتایا۔
وہ مسکرایا لیکن اس نے جواباً اسے کچھ نہیں کہا۔
"تم نے دیکھا ہے اپنا پروگرام؟"
سالار نے کانٹا ہاتھ سے رکھتے ہوئے اس سے کہا۔
"سویٹ ہارٹ! ایسے بہت سارے پروگرامز ہوتے ہیں جن میں ہر روز بہت سارے ایکسپرٹس بلائے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے کہ اسے ریکارڈ کر کے بیوی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا جائے۔ اس سے پہلے بھی میں ایسے کئی پروگرامز میں آچکا ہوں اور آئندہ بھی کہیں نہ کہیں نظر آتا رہوں گا۔ میرے بینک کی اس سیٹ پر جو بھی بیٹھا ہوگا وہ تمہیں بزنس چینلز یا ایسے پروگرامز میں کہیں نہ کہیں ضرور نظر آئے گا۔ یہ بھی میری جاب کا ایک حصہ ہے۔"
وہ اس کا ہاتھ تھپک کر اب دوبارہ کانٹا اٹھا رہا تھا۔ امامہ چند لمحے کچھ نہیں بول سکی۔ اس نے جیسے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا گلاس اس پر انڈیلا تھا۔ اس نے اسے کچھ ایسے ہی شرمندہ کیا تھا۔
"سالار! سود حرام ہے نا؟"
وہ خود سمجھ نہیں پائی کہ اس نے سالار کی بات کے جواب میں یہ کیوں کہا۔ شاید یہ اس شرمندگی کا ردعمل تھا جو اس نے کچھ دیر پہلے اٹھائی تھی۔
"ہاں۔" وہ کانٹے سے کباب کا ایک ٹکڑا اٹھاتے ہوئے صرف ایک لمحہ کے لیے ٹھٹکا تھا۔
"بالکل اسی طرح جس طرح جھوٹ حرام ہے۔۔۔ غصہ حرام ہے۔۔۔ غیبت حرام ہے۔۔۔ بددیانتی حرام ہے۔۔۔ منافقت حرام ہے۔۔۔ تہمت لگانا حرام ہے۔۔۔ ملاوٹ حرام ہے۔" وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔
"میں ان چیزوں کی بات نہیں کر رہی۔" امامہ نے اس کی بات کاٹی۔ اس نے جواباً "امامہ کی بات کاٹی۔
"کیوں۔۔۔؟ کیا ان ساری چیزوں سے انسان اور معاشرے کو کم نقصان پہنچتا ہے؟"
امامہ کو جواب نہیں سوجھا۔
وہ صرف ٹی وی کے پروگرام میں بیٹھا ایسی گفتگو کرتا امپریس لگ رہا تھا حقیقی زندگی میں اس طرح لاجواب ہونا کچھ زیادہ خوش گوار تجربہ نہیں تھا امامہ کے لیے۔
"تم جسٹی فائی کر رہے ہو سود کو۔۔۔؟" اس نے بالآخر کہا۔
"نہیں میں جسٹی فائی نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم "جز" کو "کل" سے الگ نہیں کر سکتے۔ اسلامی معاشرے کو سود اتنا نقصان نہیں پہنچا رہا جتنا دوسری خرابیاں۔" وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔
"میں اگر پاکستانی معاشرے میں پائی جانے والی پانچ خرابیاں بتاؤں اور کہوں کہ ان میں سے کوئی ایک ختم کر دو جس سے معاشرہ بہتر ہو جائے۔ کرپشن کو۔۔۔؟ غربت کو۔۔۔؟ ناانصافی کو۔۔۔؟ بددیانتی کو۔۔۔؟ یا سود کو۔۔۔؟ میں شرط لگاتا ہوں امامہ! کہ یہ پانچواں آپشن کبھی کسی کی پہلی ترجیح نہیں ہوگا۔"
وہ چیلنج کر رہا تھا اور یہ چیلنج جیت بھی سکتا تھا کیونکہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ بھی پہلی چار میں سے ہی کسی ایک



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

خرابی کو ختم کرنا چاہے گی' امامہ نے دل ہی دل میں اعتراف کیا۔

"اور سود صرف بینکنگ میں تو نہیں ہے۔ کوئی یوٹیلیٹی بل لیٹ ہوتا ہے تو اس پر سرچارج لگ جاتا ہے' اسکول کالج کی فیس لیٹ ہو جاتی ہے تو فائن لگ جاتا ہے۔ یہ بھی تو سود کی قسمیں ہیں۔"

اس کے پاس اس کی توجیہات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"تو تم بینکنگ میں اس لیے ہو کیونکہ تم سود کو دوسری برائیوں جیسی ایک عام برائی سمجھتے ہو؟" امامہ نے بحث سمیٹنے کی کوشش کی۔

"نہیں' میں اسے بہت بڑی لعنت سمجھتا ہوں تو پھر میری سوچ سے کیا تبدیلی آئے گی؟ یہ سوچ لے کر ساری دنیا کے مسلمان بینک میں کام کرنا بند کر دیں۔۔۔؟ اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لیے راستے کھلے چھوڑ دیں کہ وہ آئیں اور ٹیک اوور کر لیں۔ ہماری اکانومی کو اپنی مٹھی میں لے لیں۔ جب چاہیں جیسے چاہیں' ہمارا گلا دبا دیں۔ پاور اس کی جس کے پاس کیپٹل۔ یہ جو فنانشل سسٹم پوری دنیا میں چل رہا ہے' ویسٹ کا قائم کردہ ہے' دوسرے مذاہب کے لوگوں کا ہے' انہوں نے اسے بنایا' پوپولرائز کیا اور پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ ہم کہاں سو رہے تھے اس وقت' ہمیں اتنی گھن کھانی تھی تو پھر دو تین سو سال پہلے کھاتے۔ سود سے پاک ایک متوازی سسٹم بناتے اور چلاتے اس کو' نہ کرتے ویسٹ کی تقلید یا پھر اب کوشش کریں' اس سب کو تبدیل کرنے کی' لیکن اس کے لیے بینکوں میں کام کرنا پڑے گا۔ دنیا میں آج تک جو بھی جنگ جیتی گئی ہے' وہ اس نے جیتی ہے جو میدان میں تلوار لے کر اترا ہے۔

میدان سے باہر کھڑے لوگوں نے بڑی سے بڑی گالیاں بھی دی ہوں تو بھی' جنگ ملامتوں اور مذمتوں سے کبھی نہیں جیتی جاتی' تو میں اپنی مہارت سے تلوار کا کام لینا چاہوں گا' میری زبان شاید اتنی موثر نہ ہو۔"

امامہ ابھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی' سود کے بارے میں یہ ان کی پہلی بحث تھی۔

☼ ☼ ☼

رمضان میں اور اس کے فوراً بعد امامہ کو کھانا پکانے کا کوئی خاص اتفاق نہیں ہوا تھا' لیکن اب وہ اس کے لیے باقاعدہ طور پر گھر کا کھانا بنانے لگی تھی۔ وہ سی فوڈ کے علاوہ کسی خاص کھانے کا شوقین نہیں تھا۔ سی فوڈ کو شدید ناپسند کرنے کے باوجود وہ بادل نخواستہ اس کے لیے ہفتے میں ایک' دو بار ڈبوں میں بند سی فوڈ کے بجائے' بازار سے تازہ سی فوڈ لا کر پکانے لگی تھی۔

صرف پہلی بار ان تازہ پرانز' کریبس اور لوبسٹرز کو پکانے کے لیے صاف کرتے ہوئے اسے اتنی شدید کراہت محسوس ہوئی تھی کہ اسے رونا آ گیا تھا۔ اتوار کا دن تھا اور وہ لنچ کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ سٹنگ ایریا میں ٹی وی دیکھتے اور کسی دوست سے فون پر بات کرتے ہوئے سالار کو وہم سا ہوا تھا کہ وہ سنک کے سامنے کھڑی رو رہی ہے اور یہ وہم اس لیے ہوا کیونکہ اس کال کے آنے سے پہلے' وہ دونوں آپس میں بے حد خوشگوار انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ وہاں رونے والی کوئی بات نہیں ہوئی تو پھر؟

ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آف کرتے اور دوست کو خدا حافظ کہتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھ کر کچن میں آ گیا تھا۔ سنک کے سامنے کھڑی وہ صرف رو نہیں رہی تھی بلکہ زار و قطار رو رہی تھی۔ سالار کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"کیا ہوا؟"

سنک میں رکھے برتن سے لوبسٹرز دھو دھو کر شیلف پر رکھے ایک دوسرے برتن میں رکھتے ہوئے اس نے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

سالار کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نفی میں سر ہلا کر وہ اسی طرح اپنے دونوں کاموں میں مصروف رہی۔ سالار نے ہاتھ بڑھا کر سنک کا نل بند کر دیا۔

"کیوں رو رہی ہو تم؟" وہ واقعی سمجھنے سے قاصر تھا۔ "امامہ۔۔۔"

"اپنے ماں باپ کے گھر میں نے ان چیزوں کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا جنہیں اب مجھے دھونا پڑ رہا ہے۔" پانی دوبارہ کھولتے ہوئے اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اس کے گھر میں بھی سی فوڈ اتنے ہی شوق سے کھائے جاتے تھے لیکن وہ ان سے شدید قسم کی کراہت رکھتی تھی اور ان چیزوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتی تھی نہ ہی کوئی اس سے کہتا تھا۔ معلوم نہیں انسان کو ماں باپ کا گھر کیوں ہر بات پر یاد آتا ہے۔

سالار کو کچھ دیر سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا کہے۔

"میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ تم مجھے یہ بنا کر دو۔"

"تم نے خود کہا تھا کہ میں تمہیں سی فوڈ لا کر دوں گا اور تم آج یہ بنانا۔"

سالار نے پھر کچھ خفگی سے پانی بند کیا۔

"چھوڑو مت بناؤ۔" اس نے تلخی سے کہتے ہوئے وہ برتن سنک سے اٹھا کر شیلف پر رکھ دیا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں سوچ رہی تھی جب شوہر کو بنا کر کھلا سکتی ہوں تو ماں باپ کو بھی بنا کر کھلا دیتی۔" اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

کیا رنج تھا' کیا پچھتاوا تھا' وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

اس کے منع کرنے کے باوجود اس نے اس دن سی فوڈ ہی تیار کیا تھا۔ لیکن اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر سالار کو اس قدر احساس جرم ہوا تھا کہ وہ ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھا سکا۔

"میں آہستہ آہستہ یہ سی فوڈ کھانا چھوڑ دوں گا' تمہیں دوبارہ یہ گھر پر نہیں بنانا پڑے گا۔"

اس نے کھانے کے دوران اسی احساس جرم کے ساتھ کہا تھا۔

"نہیں' تمہیں پسند ہے تو کیوں چھوڑو گے؟ پتا نہیں مجھے ایسے ہی خیال آگیا تو۔۔۔ آہستہ آہستہ میری ناپسندیدگی کم ہو جائے گی۔" وہ اب اس ساری صورت حال پر کچھ شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔"

امامہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ "رہنے دو بس۔۔۔ اگر کچھ چھوڑنا ہے تو یہ جو تم انرجی ڈرنکس وغیرہ پیتے رہتے ہو انہیں چھوڑ دو۔ میں تمہیں کچھ فریش جوسز وغیرہ بنا دیا کروں گی۔"

وہ ہنس پڑا تھا۔ وہ ان ڈرنکس کا واقعی بہت زیادہ عادی تھا اور اس کی بنیادی وجہ اس کا لائف اسٹائل اور پروفیشن تھا۔ ان انرجی ڈرنکس کے سہارے وہ ساری ساری رات بے حد آرام سے کام کرتا رہتا تھا اور فی الحال اس عادت نے اس کی صحت پر کسی قسم کے مضر اثرات نہیں ڈالے تھے۔ سی فوڈ کی نسبت انہیں چھوڑنا زیادہ مشکل تھا۔

اسے کھانے میں کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی' نہ کبھی اس کی یہ خواہش رہی تھی کہ کوئی اس کے لیے کھانے کے لوازمات کا اہتمام کرے یا اسے پیش کرتا پھرے' لیکن اسے اندازہ بھی نہیں ہو پا رہا تھا کہ کتنے غیر محسوس انداز میں وہ امامہ کے ہاتھ کے کھانے کا عادی ہونے لگا تھا۔ امامہ اس کے رات کو بہت دیر سے گھر آنے پر بھی اسے تازہ چپاتی بنا کر دینے کی عادی ہو گئی تھی' اور سالار نے زندگی میں کبھی کہیں ایسی چپاتی نہیں کھائی تھی۔ کسی کے گھر پر بھی نہیں' نرم' خوشبودار' ذائقہ دار اور تازہ۔ کسی بھی ڈنر ٹیبل پر ——— چپاتی کا پہلا لقمہ منہ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

میں ڈالتے ہی اسے امامہ یاد آتی تھی۔ وہ اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی چپاتی' کسی سالن' چٹنی یا سلاد کے بغیر بھی بڑی خوشی کے ساتھ کھا سکتا تھا۔

وہ ناشتے میں دو سلائس ایک انڈا کھا کر اور چائے کافی کے ایک کپ کے ساتھ بھاگ جانے والا آدمی تھا' اور اب زندگی میں پہلی دفعہ ناشتے کا کوئی "مینیو" ہونے لگا تھا' انڈا تلے ہوئے یا ابلے ہوئے کے بجائے مختلف قسم کے آملیٹ کی شکل میں ملنے لگا تھا۔ بعض دفعہ پراٹھا ہوتا۔ ڈبے کے جوس کی جگہ تازہ جوس کے گلاس نے لے لی تھی۔ لنچ کے لیے گھر کے بنے ہوئے سینڈوچز اور سلاد ہوتے۔ وہ آفس میں سب کی طرح ایک فاسٹ فوڈ سے آنے والے لنچ پیک کا عادی تھا اور وہ اس کے ساتھ "کمفرٹیبل" تھا۔

شروع شروع میں وہ امامہ کے اصرار پر کچھ بے دلی سے اس لنچ پیک کو گھر سے لاتا تھا جو امامہ اس کے لیے تیار کرتی تھی' مگر آہستہ آہستہ اس کی ناخوشی ختم ہونے لگی تھی۔ وہ "گھر کا کھانا" تھا' بے حد "ویلیو ایبل" تھا۔ کیونکہ اسے بنانے کے لیے صبح سویرے اٹھ کر اس کی بیوی اپنا کچھ وقت صرف کرتی تھی۔ "بھوک" وہ بازار سے خریدے گئے چند لقموں سے بھی مٹا لیتا' لیکن وہ لقمے اس کے دل میں گھر میں بیٹھی ایک عورت کے لیے شکر کا احساس پیدا نہ کرتے' جسے وہ ہر روز اس وقت محسوس کرتا' جب بینک کے کچن سے کوئی اس کے لنچ کو گرم کر کے اس کے ٹیبل پر لا کر رکھتا تھا۔

وہ پانی کے اس گلاس کا بھی اسی طرح عادی ہونے لگا تھا' جو وہ ہر روز اس کے گھر میں داخل ہونے پر اسے لا کر دیتی تھی۔ کافی یا چائے کے اس کپ کا بھی' جو وہ دونوں رات کے کھانے کے بعد ٹیرس پر بیٹھ کر پیتے تھے اور گرم دودھ کے اس گلاس کا بھی' جو وہ رات کو سونے سے پہلے اسے دیا کرتی تھی اور جسے وہ شروع میں ناگواری سے گھورا کرتا تھا۔

"میں دودھ نہیں پیتا۔" جب اس نے پہلی بار گرم دودھ کا گلاس اسے دیا تو اس نے بے حد شائستگی سے بتایا تھا۔

"کیوں؟" جواباً اس نے اتنی حیرت کا اظہار کیا تھا کہ وہ کچھ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔

"مجھے پسند نہیں ہے۔"

"مجھے تو بڑا پسند ہے' تمہیں کیوں نہیں پسند؟"

"مجھے اس کا ذائقہ اچھا نہیں لگتا۔" وہ ایک لمحہ کے لیے سوچ میں پڑ گئی۔

"تو میں اس میں اوولٹین ڈال دوں۔" سالار نے اس کے جواب کو مکمل ہونے سے پہلے ہی گلاس اٹھا کر پی لیا تھا۔ وہ زہر پی سکتا تھا' لیکن اوولٹین نہیں اور یہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دودھ پیتی ہے' اس لیے اسے بھی دودھ پینا تھا۔ دودھ کے فوائد سے بہرحال اسے دلچسپی نہیں تھی۔

اس کے اپنے گھر میں مردوں کا جس طرح خیال رکھا جاتا تھا' وہ بھی اس کا اسی طرح خیال رکھ رہی تھی۔

یہ "عادتاً" تھا' "خصوصاً" نہیں اور اسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ "خیال" کہیں "رجسٹر" ہو رہا تھا۔ ہر عورت کی طرح وہ بھی یہ سمجھتی تھی کہ اس کے ان تمام کاموں کو حق سمجھ کر لیا جا رہا ہے' کیونکہ ہر مرد کی طرح سالار بھی تعریف نہیں کر رہا تھا' ہر مرد کی طرح اس کے لیے بھی تھینک یو کہنا آسان تھا' بجائے یہ کہنے کے کہ جو تم میرے لیے کرتی ہو اس کی مجھے بہت قدر ہے اور ہر مرد کی طرح وہ بھی اس احساس تشکر کو تحائف اور پیسے سے ریپلیس کر رہا تھا۔

☼ ☼ ☼



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

امامہ کے لیے زندگی بدل گئی تھی۔۔۔ بدل گئی تھی یا بہت عرصے کے بعد پھر شروع ہوئی تھی؟ مارکیٹوں میں سالار یا نوشین کے ساتھ پھرتے' چیزوں کو دیکھتے' وہ عجیب سے احساسات کا شکار ہوتی رہتی۔ یہ احساس کہ وہ جن چیزوں کو دیکھ رہی ہے' وہ انہیں اب خریدنے کے قابل ہے اور یہ احساس کہ اب ایک ایسی جگہ ہے جہاں وہ ان چیزوں کو اپنے لیے رکھ سکتی تھی۔ وہ ڈاکٹر سبط علی کا گھر نہیں تھا' ہاسٹل نہیں تھا' نہ ہی سعیدہ اماں کا گھر تھا' یہ اس کا اپنا گھر تھا۔ تشکر' خوشی' آسودگی اور پھر بے یقینی اور حیرانی۔ نو سال کی مشقت کے بعد جو ملا تھا' وہ اس کی اوقات سے بہت زیادہ تھا اور یہ سب ہر کسی کو کہاں ملتا تھا۔ نو سال بے نام' بے خاندان رہنے کے بعد اب جب کہ وہ ایک خاندان کا حصہ بنی تھی تو حیرانی کیسے نہ ہوتی۔۔۔؟ خواری اور بے سروسامانی کا سفر جہاں جا کر ختم ہوا تھا' وہ نعمتوں کی معراج تھی۔ اپنے گھر سے نکلنے کے بعد اس نے اتنے عرصے میں صرف ایک چیز سیکھی تھی۔ اپنے نفس پر قابو پانا' اپنی خواہشات اور ضروریات کو کم سے کم کرنا' قناعت کرنا اور یہ بڑا مشکل تھا۔ وہ آسائشوں سے نکل کر آئی تھی۔ ریت کا ذرہ اسے تھور کے کانٹے کی طرح چبھتا تھا۔ پیسوں کو گن کر خرچ کرنا اور پھر بچانے کی کوشش کرنا' وہ کہاں عادی تھی ان چیزوں کی' لیکن وقت اور حالات نے اسے عادی بنا دیا تھا' اور اب جب اتنے سالوں کے بعد اسے آسائش ملی تو ناممکن تھا کہ اسے بات بات پر وہ نو سال یاد نہ آتے۔ وہ ضرورت پڑنے پر سالار کی دراز میں پڑے پیسوں کو نکالتے ہوئے ٹھٹک جایا کرتی تھی' جن کو کمانے میں اس کی محنت شامل تھی' نہ ہی ان کی بچت میں اس کا کوئی حصہ تھا۔ اسے صحیح اندازہ نہیں تھا کہ دراز میں کتنی رقم موجود ہے' کیونکہ وہ انہیں کبھی گن نہیں پاتی تھی۔ وہ ہر روز اس دراز میں کچھ رقم کا اضافہ کرنے کا عادی تھا۔ اگر وہ اس دراز کو پورے کا پورا بھی خالی کر دیتی تب بھی اگلے دن وہ خالی نہیں ہوتا تھا۔ اس روپے کو خرچ کرنا اس کا "استحقاق" تھا اور اس رقم کے خرچ ہونے پر سالار نے کبھی اس سے سوال نہیں کیا تھا۔ وہ اس گھر کے سیاہ و سفید کی مالک تھی۔

وہ چیزوں کو پرائس ٹیگ دیکھ کر خریدا کرتی تھی' اپنی خواہش دیکھ کر نہیں' اور اب یک دم پرائس ٹیگ دیکھ کر خریداری کرنا اس کے لائف اسٹائل کا حصہ نہیں رہا تھا۔ سالار زندگی میں خود بھی کبھی بارگیننگ یا سستی چیزوں کے استعمال کا عادی نہیں رہا تھا اور وہ اتنا ہی فیاض اس کے معاملے میں بھی تھا۔ ناممکن تھا کہ اسے جو چیز اچھی لگتی وہ اسے نہ لے کر دیتا اور یہ صرف بازار میں نظر آنے والی چیزوں تک ہی محدود نہیں تھا' بلکہ اسے کسی میگزین یا ٹی وی پر بھی کوئی چیز اچھی لگ جاتی اور وہ سالار سے اس کا ذکر کرتی تو وہ چیز اگلے چند دنوں میں اس کے گھر پر ہوتی تھی اور وہ کس قیمت پر آتی تھی' سالار کو پروا نہیں ہوتی تھی۔ وہ رات کے تین بجے بھی اگر کسی چیز کے کھانے کی فرمائش کرتی تو وہ اسے لے جایا کرتا تھا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے۔۔۔"

وہ اب اس جملے کو بولنے کی عادی ہو رہی تھی' کیونکہ کوئی تھا جو آدھی رات کو بھی آئس کریم کے دو اسکوپس' چاٹ کی ایک پلیٹ' پزا کے ایک سلائس' کافی کے ایک کپ' باٹ اینڈ سار کی خواہش ہونے پر اسے ملامت یا صبر کی تلقین کرنے کے بجائے' اسے ساتھ لیے مطلوبہ چیز کی تلاش میں' ایک بھی شکایتی لفظ کہے بغیر خالی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا پھرتا تھا۔

شادی کے اس مختصر عرصے میں بھی لاہور کی کوئی ایسی جگہ نہیں تھی' جہاں کھانے کی کسی مشہور چیز کا اس نے سنا ہو اور سالار اسے وہاں نہ لے گیا ہو۔ گوالمنڈی میں فجر کے بعد حلوہ پوری کے سستے ناشتے سے لے کر پی سی کے چوبیس گھنٹے کھلے رہنے والے کیفے میں رات کے پچھلے پہر کھائے جانے والے لیمن ٹارٹس تک جن کو کھاتے ہوئے دیر ہو جانے پر اس نے دبئی کی وہ فلائٹ بھی مس کر دی تھی جو ایک گھنٹہ بعد تھی۔

یہ ناممکن تھا کہ ایسا شخص کسی کی دعاؤں کا حصہ نہ بنے۔ اسے کبھی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے سالار کو یاد



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

نہیں کرنا پڑا تھا' وہ اسے ہمیشہ خود بخود یاد آجاتا تھا۔ اس سے نکاح ہو جانے کے بعد پہلی نماز پڑھنے پر بھی' جب وہ ناخوش تھی اور اس سے رشتہ ختم کرنا چاہتی تھی اور ڈاکٹر سبط علی کے گھر پر اسے دیکھنے اور سننے کے بعد بھی' جب اس نے پہلی بار "اپنے شوہر" کے لیے اجر کی دعا کی تھی اور رخصتی کے بعد اس گھر میں پہلی نماز کے دوران بھی' جب اس نے سالار کے لیے اپنے دل میں محبت پیدا ہونے کی دعا کی تھی' وہ اسے یاد آتا تھا یا یاد رہتا تھا۔

دن کی کوئی نماز ایسی نہیں ہوتی تھی جب وہ سالار کے لیے اللہ سے نعمتوں اور اجر کی طالب نہیں ہوتی تھی' تب بھی جب وہ اس سے شاکی یا خفا ہوتی تھی۔ وہ اللہ کے بعد اس دنیا میں واقعی اس کا "آخری سہارا" تھا اور "سہارے" کا "مطلب" اور "اہمیت" کوئی امامہ سے پوچھتا۔

☼ ☼ ☼

"آر یو شیور... تم اکیلے رہ لوگی؟" سالار اب بھی جیسے یقین دہانی چاہتا تھا۔

وہ دو ہفتوں کے لیے نیویارک اپنے بینک کی کسی ورکشاپ کے سلسلے میں جا رہا تھا اور امامہ اس بار اپارٹمنٹ میں ہی رہنا چاہتی تھی۔ عام طور پر سالار کراچی یا کہیں اور جاتے ہوئے اسے سعیدہ اماں یا ڈاکٹر سبط علی کے ہاں چھوڑ جایا کرتا تھا' لیکن اس بار وہ بضد تھی کہ وہ وہیں رہے گی۔ اس کا خیال تھا کہ اب وہ وہاں اکیلی رہ سکتی ہے۔

"میں رہ لوں گی... ویسے بھی فرقان بھائی اور بھابھی تو پاس ہی ہیں... کچھ نہیں ہوتا۔" اس نے سالار کو تسلی دی۔ اس کی فلائٹ صبح گیارہ بجے تھی اور وہ اس وقت پیکنگ سے فارغ ہوا تھا۔

"میرے بغیر رہ لوگی تم؟" اس نے امامہ کی بات سننے کے بعد کہا۔ وہ اب اپنے بریف کیس میں کچھ پیپرز رکھ رہا تھا۔

"ہاں... دو ہی ہفتوں کی تو بات ہے۔" امامہ نے بے حد اطمینان سے اسے کہا۔

"دو ہفتوں میں پندرہ دن ہوتے ہیں۔" سالار نے بریف کیس بند کرتے ہوئے کہا۔

"تو کوئی بات نہیں گزر جائیں گے۔"

سالار نے گہرا سانس لیا۔ "ہاں تمہارے تو گزر جائیں گے۔ میرے نہیں گزریں گے' میں تو ابھی سے تمہیں مس کرنے لگا ہوں یار۔" وہ ہنس پڑی۔

"پہلے بھی تو جاتے ہو تم... دو ہفتے پہلے دبئی گئے تھے... پھر پچھلے مہینے سنگاپور..." اس نے تسلی دینے والے انداز میں اسے یاد دلایا۔

"دو دن کے لیے دبئی گیا تھا اور چار دن کے لیے سنگاپور... یہ تو دو ہفتے ہیں۔"

"ہاں' تو دو ہفتے ہی ہیں نا' دو مہینے یا دو سال تو نہیں ہیں۔" اس نے کمال اطمینان کے ساتھ کہا۔

سالار اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"چلو' اچھا ہے یہ بھی... نہ میں یاد آؤں گا نہ نظر آؤں گا۔ نہ میرا کوئی کام ہو گا' وقت ہی وقت ہو گا تمہارے پاس..." وہ نجانے اس سے کیا سننا چاہتا تھا۔

"ہاں' کافی وقت ہو گا' میں ایک دو پینٹنگز مکمل کروں گی۔ گھر کے کچھ اور کام ہیں' وہ بھی کروں گی۔ سعیدہ اماں کے بھی ایک دو کام ہیں' وہ بھی نمٹاؤں گی۔ میں نے بہت کچھ پلان کیا ہوا ہے۔"

اس نے ناول پکڑے' اپنی جماہی روکنے کے لیے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ ہنس پڑا تھا۔

"تمہارے لیے تو blessing in disguise ہو گیا ہے میرا ٹرپ' میں نے تو سوچا ہی نہیں تھا' میری وجہ سے تمہارے اتنے کام پینڈنگ ہو رہے ہیں۔"



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اگر اس کے لہجے میں گلہ تھا تو امامہ نے نوٹس نہیں کیا۔
"چلو یہ بھی اچھا ہے۔" وہ بڑبڑایا تھا۔
"ویزا لگا ہوتا تو میں تمہیں لے جاتا۔" اسے پھر کچھ خیال آیا تھا۔
"تم پریشان مت ہو میں یہاں پر بالکل ٹھیک رہوں گی۔" امامہ نے فوراً" سے پیشتر کہا۔
سالار جواب دینے کے بجائے چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔
"کیا دیکھ رہے ہو؟" امامہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔
"تمہارا اطمینان۔۔۔"
"میں فلمی ہیروئنز کی طرح ڈائیلاگ نہیں بول سکتی۔"
"صرف فلمی ہیروئنز ہی ڈائیلاگ بولتی ہیں؟"
"نہیں ہیرو بھی بولتے ہیں۔" وہ اطمینان سے ہنسی۔ سالار مسکرایا تک نہیں تھا۔ وہ پھر سنجیدہ ہو گئی۔
"مت جاؤ پھر۔۔۔؟ اگر اتنا مس کر رہے ہو تو۔" اس نے جیسے اسے چیلنج کیا۔
"پیار سے کہتیں تو نہ جاتا لیکن میں تمہارا کوئی چیلنج قبول نہیں کروں گا۔ مجھے تم سے ہارنا پسند ہے۔" وہ ہنسی۔
"تم بات بدل رہے ہو؟"
"نہیں خود کو تسلی دے رہا ہوں۔ چلو آؤ! تمہیں کافی پلوا کر لاؤں۔"
وہ یک دم بستر سے اٹھتے ہوئے بولا۔
"اس وقت۔۔۔؟" رات کو اس وقت امامہ تیار نہیں تھی۔
"ہاں۔۔۔ اتنے دن تک تو نہیں پلوا سکوں گا کافی۔" وہ دراز سے والٹ اور کار کی چابیاں نکال رہا تھا۔
"لیکن اب میں پھر کپڑے بدلوں۔۔۔؟"
"مت بدلو چادر لے لو۔۔۔ یہی ٹھیک ہے۔"
سالار نے اس کی بات کاٹی۔ وہ اب سیل فون اٹھا رہا تھا۔
فورٹریس سے کافی پینے کے بعد وہ اسٹیڈیم کے گرد بے مقصد ڈرائیو کرتا رہا۔
"اب گھر چلیں، تمہیں آرام کرنا چاہیے۔" امامہ کو اچانک خیال آیا۔
"میں پلین میں آرام کروں گا۔"
امامہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اتنا سنجیدہ اور کسی گہری سوچ میں کیوں ڈوبا ہوا تھا۔ واپس آتے ہوئے اس نے راستے میں ایک دکان سے بہت سا پھل خریدا۔
"تم یہاں نہیں ہو گے تو اتنا پھل خریدنے کی کیا ضرورت ہے؟" امامہ حیران ہوئی تھی۔
"تمہارے لیے خریدا ہے شاید پھل کھاتے ہوئے ہی میں تمہیں یاد آجاؤں۔" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔
"یہ پھل کھانے کے لیے شرط ہے۔" وہ بے اختیار ہنسی۔
"نہیں امید۔۔۔" امامہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔
واقعی اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ دو ہفتے کا ٹرپ اتنا لمبا تو نہیں تھا کہ اس پر کسی قسم کی اداسی کا اظہار کیا جائے۔ کم از کم سالار سے وہ اس طرح کی جذباتیت کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

اسے واقعی سالار کے جانے کے بعد پہلے دو دن کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ وہ معمول کے کام کرتی رہی۔ اس نے



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

نامکمل تصویروں پر کام شروع کیا اور ساتھ ہی ایک نیا ناول بھی شروع کر دیا۔

سالار کی عدم موجودگی میں رات کا کھانا وہ فرقان کے ہاں کھایا کرتی تھی۔ دو دن تک تو وہ اطمینان سے ان کے ہاں کھانا کھانے اور کچھ دیر گپ شپ کرنے کے بعد گھر واپس آجاتی' پھر کوئی ناول نکال لیتی اور سونے تک پڑھتی رہتی' لیکن مسئلہ تیسری رات کو ہوا تھا۔ اس دن سالار نے اسے دن بھر کال نہیں کی تھی' اور اتنے مہینوں میں وہ پہلا دن تھا' جب ان کے درمیان کسی قسم کا رابطہ نہیں ہوا تھا۔ اس کی طرف سے نہ میسج' نہ کال' اور نہ ہی کوئی ای میل آئی تھی۔ وہ پچھلی رات سے بہت مصروف تھا۔ اس نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ شاید اگلے چند دن وہ اس سے بات نہ کر سکے۔ نیویارک پہنچنے کے بعد سالار سے اس کی صرف پانچ منٹ کے لیے بات ہوئی تھی' لیکن پچھلے دو دن وہ وقفے وقفے سے مختصر ہی سہی' اس کو ای میلز بھیجتا رہا تھا اور اب وہ بھی یک دم آنا بند ہو گئی تھیں۔

وہ اس رات فرقان کے ہاں کھانے پر نہیں گئی' اس کی بھوک غائب ہو گئی تھی۔ اس نے اس دن کمپیوٹر مسلسل آن رکھا ہوا تھا' اس آس میں کہ شاید وہ اسے ای میل کرے' حالانکہ وہ ورکشاپ کے دوران اسے ای میل نہیں کرتا تھا۔

رات کو اس نے کافی کے لیے کریم نکالنے کے لیے فریج کھولا تو اس نے کیک کا وہ ٹکڑا دیکھا' جو دو دن پہلے وہ ایئرپورٹ جانے سے پہلے کھاتے کھاتے چھوڑ گیا تھا اور امامہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے کیک کا وہ بچا ہوا ٹکڑا فریج میں کیوں رکھ چھوڑا تھا۔ نہ صرف وہ ٹکڑا' بلکہ وہ کین بھی جس میں بچا ہوا جوس تھا۔ کچھ دیر وہ ان دونوں چیزوں کو دیکھتی رہی' پھر اس نے فریج بند کر دیا۔

کافی بنا کر وہ ٹیرس پر نکل آئی تھی' جہاں وہ ویک اینڈز پر اکثر بیٹھا کرتے تھے۔

منڈیر سے نیچے جھانکتے ہوئے اس نے سرخ اینٹوں کی اس منڈیر پر دو مگز کے نشان دیکھے تھے۔ ایک ذرا گہرا' دوسرا بہت ہلکا۔ وہ رات کو اکثر یہاں کھڑے' نیچے دیکھتے ہوئے کئی بار یہیں پر اپنے مگز رکھ دیا کرتے تھے۔ نیچے بلڈنگ کے لان میں کچھ بچے اور لوگ چہل قدمی کر رہے تھے۔

"تمہیں بچے اچھے لگتے ہیں؟" اس نے ایک دن وہاں کھڑے' نیچے کھیلتے اور شور مچاتے ہوئے بچوں کو دیکھتے ہوئے سالار سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔۔ لیکن اس طرح کے نہیں۔" اس نے جواباً چائے پیتے ہوئے' اپنے کندھے اچکا کر مگ سے ان بچوں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ ہنس پڑی۔ اس کا اشارہ شور کی طرف تھا۔

"مجھے تو ہر طرح کے بچے اچھے لگتے ہیں۔۔۔ شور کرنے والے بھی۔" اس نے نیچے جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

Good for you but
I can't stand them

سالار نے لاپروائی سے کہا۔

"دوسروں کے بچے ہیں' اس لیے شور کرتے ہوئے برے لگتے ہیں۔ اپنے بچوں کا شور کبھی برا نہیں لگے گا تمہیں۔" اس نے روانی سے کہا۔

"بچے؟ ایک بچہ کافی ہے۔" وہ چائے پیتے پیتے اٹکا۔

امامہ نے کچھ چونک کر نیچے جھانکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ایک کیوں؟"

"تو کتنے ہونے چاہئیں؟" وہ سنجیدہ ہوا۔ اس نے ایک لمحہ کے لیے سوچا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"کم سے کم چار۔"

"اور زیادہ سے زیادہ بارہ۔" سالار نے ہنستے ہوئے اس کے جملے میں اضافہ کیا تھا۔ وہ اسے مذاق سمجھا تھا۔

"میں سیریس ہوں۔" اس کی ہنسی رکنے پر اس نے کہا۔

"چار بچے۔ تم حواسوں میں ہو۔" سالار نے مگ منڈیر پر رکھ دیا۔

"کون پالے گا انہیں؟" اسے بے اختیار تشویش ہوئی۔

"تم اور میں۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"میں ایک بچہ پال سکتا ہوں' چار نہیں۔"

سالار نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جیسے اسے حتمی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم ایک پال لینا' تین میں پال لوں گی۔" وہ اطمینان سے کہہ کر دوبارہ نیچے جھانکنے لگی۔

"امامہ! میں سنجیدہ ہوں۔"

"اور میں بھی۔"

"ہم چار بچے افورڈ نہیں کر سکتے۔" اسے لگا کہ اسے امامہ کو منطقی انداز میں سمجھانا چاہیے۔

"میں تو کر سکتی ہوں۔ میرے پاس وہ پیسے ہیں جو۔"

"وہ میں نے اس لیے نہیں دیے کہ تم انہیں بچوں کی فوج پر انویسٹ کرو۔" سالار نے جھنجلا کر اس کی بات کاٹی۔

امامہ کو برا لگا۔ وہ کچھ کہنے کے بجائے بے حد خفگی کے عالم میں پھر نیچے دیکھنے لگی تھی۔

"سویٹ ہارٹ! ہم کو۔" سالار نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر اسے منانے کی کوشش کی تھی۔

"ہاتھ ہٹاؤ۔" امامہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" وہ جھنجلایا۔ "تم چاہتی ہو میں گھر' آفس' اسکول' ڈاکٹرز اور مارکیٹوں کے چکر لگاتے لگاتے بوڑھا ہو جاؤں۔"

"تو تم کیا کرتے ہوئے بوڑھا ہونا چاہتے ہو؟" ترکی سے جواب آیا تھا' وہ لاجواب ہو گیا۔ وہ خفگی بھری سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ رات کے وقت اپنے بچوں کو گھر میں کیوں نہیں رکھتے' دوسروں کو دکھانے کے لیے باہر کیوں لے آتے ہیں۔" وہ اس کے سوال کا جواب دیے بغیر منڈیر سے اپنا مگ اٹھا کر کچھ جھنجلاہٹ کے عالم میں اندر چلا گیا تھا۔ امامہ کو بے اختیار ہنسی آئی تھی۔

وہ اب بھی ہنس پڑی تھی۔ منڈیر کے اس نشان کو دیکھتے ہوئے نجانے کیا کیا یاد آیا تھا۔ نیچے لان میں پھر وہی شور برپا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیوار کے ساتھ لگے اس رگ کو دیکھا جس پر وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کبھی کبھار بیٹھ کر گٹار بجایا کرتا تھا۔ اسے اس کے گٹار میں دلچسپی نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس سے باتیں کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھا کرتی تھی۔ گٹار بجاتے ہوئے وہ خود نہیں بولتا تھا' صرف اس کی باتیں سنتا رہتا اور وہ میکانکی انداز میں وقفے وقفے سے اس کے منہ میں کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز ڈالا کرتی تھی۔ وہ اسے دیکھتا رہتا اور گٹار پر باری باری اپنی پسند کی کوئی ٹیون بجاتا رہتا یا اپنے۔ انسٹرومنٹس کو نکال کر ان کی صفائی کرتا رہتا۔ یہ ویک اینڈز پر اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

اسے احساس نہیں ہوا کہ کافی کا مگ ہاتھ میں لیے اس رگ کو دیکھتے اس کی کافی کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ اسی طرح بھرا ہوا مگ لے کر واپس اندر آ گئی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY